

شماره نمبر: ۱۳۰

عقائد اہل سنت کا محافظ

# کلمہ حق

غیر موقت

☆ رجب الآخر ۱۴۴۱ھ ☆

دسمبر ۲۰۱۹



✽ تکبیر ہوتے وقت کھڑے رہ کر جماعت کا انتظار کرنا مکروہ ہے

✽ محفل میلاد

(مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کے فتویٰ انکار کیا اور رد)

✽ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جھوٹ بولا ہے

ساجد خان دیوبندی کا کفریہ عقیدہ

✽ ساجد خان دیوبندی اور مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی

باہم دست دگیاں ہو گئے

✽ امام المحکمین حضرت مولانا قلی علی خان پر

”جواہر البیان“ کے حوالے سے دیوبندی اعتراض کا جواب

✽ حرمین شریفین اور میلاد

ایڈیٹر:

**عبد المصطفیٰ قادری رضوی**

ای میل: kalimaehaq92@gmail.com

فیس بک پیج: kalimaehaq92

بفہمائے نظر: شیخ الاسلام والمسلمین، تاج المحققین، امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ امام الشاہ احمد رضا خان قادری برکاتی حنفی بریلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

شیر پیشہ اہل سنت، مظہر اعلیٰ حضرت، امام المناظرین، فاتح مذاہب باطلہ، حضرت علامہ مولانا ابوالفتح حافظ قاری محمد حشمت علی خان قادری رضوی لکھنوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرہ مفتی اعظم ہند، شہزادہ مفسر اعظم ہند، پیر طریقت، رہبر شریعت، رہنمائے قوم و ملت، تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خان قادری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

عقائد اہل سنت کا محافظ

مجلہ کلمہ حق پاکستان

غیر موقت شمارہ نمبر: ۱۴

دسمبر 2019 ☆ ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ

ایڈیٹر: عبدالمصطفیٰ قادری رضوی

ای میل: kalimaehaq92@gmail.com

فیس بک پیج: kalimaehaq92

شمارہ ان مکتبوں سے حاصل کریں:

مکتبہ برکات المدینہ، جامع مسجد بہار شریعت، بہادر آباد، کراچی۔

مکتبہ الغنی، پرانی سبزی منڈی نزد فیضان مدینہ، کراچی۔

مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، بالمقابل مین گیٹ عسکری پارک، کراچی

## فہرست

- ۱۔ ادارہ۔ عبدالمصطفیٰ رضوی 3
- ۲۔ وہابیوں کے کفر کی مشین سے دنیا میں کوئی مسلمان امام المناظرین حضرت علامہ 4  
مولانا حشمت علی لکھنوی نہیں ہے۔
- ۳۔ تکبیر ہوتے وقت کھڑے رہ کر جماعت کا انتظار محبوب ملت حضرت علامہ 7  
مولانا مفتی محبوب علی خان لکھنوی کرنا مکروہ ہے:
- ۴۔ محفل میلاد تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی 16  
(مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کے فتویٰ انکار میلاد کا رد)
- ۵۔ مولوی الیاس گھسن دیوبندی کی شرمناک اصلیت، میثم عباس قادری رضوی 25  
دیوبندی علما کی زبانی
- ۶۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جھوٹ بولا ہے: میثم عباس قادری رضوی 33  
ساجد خان دیوبندی کا کفریہ عقیدہ
- ۷۔ دیوبندی خود بدلے نہیں، کتابوں کو بدل دیتے ہیں میثم عباس قادری رضوی 41  
(قسط ۱۳)
- ۸۔ ساجد خان دیوبندی اور مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی میثم عباس قادری 48  
باہم دست و گریباں ہو گئے
- ۹۔ امام المتکلمین، حضرت مولانا نقی علی خان پر ”جواہر میثم عباس قادری رضوی 59  
البیان“ کے حوالے سے دیوبندی اعتراض کا جواب
- ۱۰۔ ”حریم شریفین اور میلاد“ محمد نعیم الدین/محمد سیف رضا 67
- ۱۱۔ ردِ دیوبندیت پر شائع ہونے والی کچھ اہم کتب عبدالمصطفیٰ قادری رضوی 78

## اداریہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قارئینِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ بِفَضْلِہِ تَعَالٰی وَبِکَرَمِ حَبِیْبِہِ الْاَعْلٰی (جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ”مجلّہ کلمہ حق“ کو اہل علم کی جانب سے بہت ہی کم عرصے میں زبردست پذیرائی حاصل ہوئی۔ اس مجلّہ نے دُشنام باز، جعل ساز دیوبندی ٹولے کا زبردست طریقے سے علمی و تحقیقی رد کیا، جس کے نتیجے میں ان کی فلک شگاف چنچیں بلند ہوئیں (جو ہمارے لیے طمانیتِ قلب کا باعث ہوئیں)۔ اور وہ لا جواب ہو کر دُشنام طرازی، گالیاں بکنے پر لگ گئے۔

پھر چند ناگزیر مجبوریوں نے آلیا اور مجلّہ ”کلمہ حق“ کی اشاعت کچھ سال ملتوی رہی۔ اب بھی حالات کچھ زیادہ مختلف نہیں، لیکن سب مجبوریوں اور مصروفیات کے باوجود یہ شمارہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ جس کی دو وجوہات ہیں: (۱) ”احقاقِ حق و ابطالِ باطل“ کا جذبہ (۲) اور احبابِ اہل سنت کا پیہم اصرار۔ شروع میں یہ شمارہ سہ ماہی تھا، پھر اس کو دو ماہی کیا گیا، مصروفیات کی کثرت کے باعث مجلّہ کی اشاعت میں کافی تاخیر ہو جاتی تھی، اس لیے اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مجلّہ دو ماہی کی بجائے ”غیر موقت“ کر دیا جائے، تاکہ جب بھی فرصت میسر ہو، شمارہ ترتیب دے کر شائع کر دیا جائے۔ اللہ پاک ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہمیں اسے جاری رکھنے کی توفیق دے رکھے۔ آمین۔

عبدالمصطفیٰ قادری رضوی

## وہابیوں کے کفر کی مشین سے دنیا میں کوئی مسلمان نہیں

از افادات:

شیر پیشہ اہل سنت، مظہر اعلیٰ حضرت، امام المناظرین، فاتح مذاہب باطلہ، حضرت علامہ مولانا ابوالفتح حافظ قاری محمد حشمت علی خان قادری رضوی لکھنوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وہابیوں کے مذہب کی سب سے معتبر کتاب ”تقویت الایمان“ کے بقیہ (تذکیر الاخوان)

میں صفحہ ۸۶ تا ۸۸ پر ہے:

- (۱)..... لڑکا پیدا ہوتے وقت بندوقیں چھوڑنا۔
- (۲)..... چھٹی کرنا۔
- (۳)..... بسم اللہ کی شادی (خوشی) کی محفل کرنا۔
- (۴)..... سہرا باندھنا۔
- (۵)..... شادی سے پہلے برادری کا کھانا کھلانا۔
- (۶)..... محرم کی محفلیں کرنا۔
- (۷)..... ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا۔
- (۸)..... جب ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آئے کھڑے ہو جانا۔
- (۹)..... ربیع الثانی کو گیارہویں کرنا۔
- (۱۰)..... شعبان میں حلوا پکانا۔
- (۱۱)..... رمضان میں اخیر جمعہ کو خطبہ الوداع اور قضاے عمری پڑھنا۔
- (۱۲)..... شوال میں عید کے دن سوئیاں پکانا۔
- (۱۳)..... بعد نماز عیدیں کے بغل گیر ہو کر ملنا۔

- (۱۴)..... یا مصافحہ کرنا۔
- (۱۵)..... ذیقعدہ کے مہینہ میں نکاح نہ کرنا۔
- (۱۶)..... کفنی پر کلمہ وغیرہ لکھنا۔
- (۱۷)..... قبر میں قل کے ڈھیلے رکھنا۔
- (۱۸)..... تیجہ کرنا۔
- (۱۹)..... دسواں کرنا۔
- (۲۰)..... چالیسواں کرنا۔
- (۲۱)..... چھ ماہی اور برسی عرس کرنا۔
- (۲۲)..... حافظوں کو قبروں پر بٹھانا۔
- (۲۳)..... گدھے خچر کی سواری کو معیوب سمجھنا۔
- (۲۴)..... مہر عورتوں کا زیادہ مقرر کرنا۔
- (۲۵)..... مقلد کے حق میں تقلید ہی کافی سمجھنا۔
- جو شخص اس کی برائی دریافت کر کے ناخوش اور خفا ہوا اور ان کاموں کا ترک کرنا بُرا لگے تو صاف جان لینا چاہیے کہ وہ شخص اس آیت کے حکم کے بموجب مسلمان نہیں۔ (ملخصاً)
- (تذکیر الاخوان، صفحہ ۱۳ تا ۱۴، مطبوعہ در مطبع فاروقی، دہلی۔ ایضاً صفحہ ۲۵ تا ۲۹، مطبوعہ اقبال اکیڈمی، ایک روڈ، انارکلی، لاہور۔ تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، صفحہ ۶۳ تا ۶۵، مطبوعہ کتب خانہ راشد کمپنی، دیوبند)
- اب کہاں ہیں ہمارے وہ بھولے بھالے سنی بھائی جو علمائے بریلی کے متعلق وہابیہ کے مغالطہ میں آجاتے ہیں۔ وہ ذرا غور کریں کہ کوئی شخص ان پچیس ۲۵ نمبروں سے خالی ہو سکتا ہے، ایک نہ ایک تو اس سے ضرور صادر ہوا ہوگا۔ لہذا وہ مسلمان نہیں رہا، کافر ہو گیا، شادی میں کھانا کھلانے اور عید کے دن سویاں پکوانے اور شعبان میں حلوا پکانے سے تو کوئی خالی نہیں رہ سکتا۔ اور سب سے بڑھ کر تو پچیسواں نمبر ہے جس سے کوئی سنی بچ نہیں سکتا۔ لہذا اب ذرا انصاف سے کہنا کیا ان پچیس نمبروں کے اعتبار سے ساری دنیا کافر نہ ہوگئی؟ اور یہ بھی کہا کہ

ساری دنیا کو علمائے دیوبند کا فر کہتے ہیں یا ہم۔ اور کفر کی مشین بلکہ میگزین دیوبند میں ہے یا بریلی میں۔ اب چونکہ دیوبندی علما شان رسالت میں گستاخی اور توہین کرتے ہیں، جن کا تذکرہ اس روداد میں تفصیل سے چند مقامات پر گذرا۔ لہذا یہ بسبب ان گستاخیوں کے کافر ہوئے، لیکن ان کے کافر ہونے سے ساری دنیا تو کافر نہیں ہوتی اور اگر ساری دنیا کافر ٹھہرتی ہے۔ تو ان وہابیہ کے اقوال سے۔ (ماخوذ از روداد مناظرہ سنہ 1377ھ)

ضروری نوٹ: علمائے دیوبند بھی تقلیدِ شخصی کے قائل ہونے کے دعوے دار بنتے ہیں (امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی صاحب نے تقلید کو بھی مسلمان ہونے کے منافی امور میں شامل کیا ہے) لہذا 25 نمبر کے مطابق تقلیدِ شخصی کے قائل تمام دیوبندی، اپنے امام اسماعیل دہلوی کے فتویٰ کے مطابق مسلمان نہ رہے۔ اور مسلمانانِ اہل سنت کو کافر مشرک کہنے والے دیوبندی اپنے امام کی چھری سے ہی ذبح ہو کر نشانِ عبرت بن گئے۔ (ایڈیٹر)



## گستاخ کو کون قتل کرے گا؟

مصنّف عبدالرزاق میں حضرت عکرمہ تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کو برا بھلا کہا (یعنی گالی دی) تو آپ نے فرمایا: 'من یکفینی عدوی؟ کون ہے جو میرے دشمن کے لئے کافی ہو جائے، یعنی اسے قتل کرے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اسے لکارا اور قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کا سامان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دلوا دیا۔ (سیرت ابن ہشام)

ایک شاتمہ عورت نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی۔ آپ نے فرمایا: 'من یکفینی عدوی؟ کون ہے جو میرے دشمن کے لئے کافی ہو جائے؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر اس شاتمہ عورت کو قتل کر دیا۔ (الصارم المسلول)

یہ اور اس طرح کے بے شمار واقعات کتب سیر میں موجود ہیں، جن سے گستاخانِ نبی ﷺ کو قتل کرنے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

تکبیر کے وقت کھڑے رہ کر جماعت کا انتظار کرنا مکروہ ہے  
تکبیر کے وقت سب بیٹھ جائیں جب موزن حیّ علی الفلاح کہے  
تو کھڑے ہونا مستحب ہے

از محبوبِ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی محبوب علی خان لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

تخریج: مولانا محمد منزل رضا قادری

ضروری نوٹ: یہ فتویٰ راقم کو ”ماہنامہ نوری کرن، بریلی شریف“ سے دستیاب ہوا تھا، عدیم  
الفرستی کے سبب مولانا منزل رضا قادری صاحب سے گزارش کر کے اس فتویٰ کی تخریج  
کروائی۔ اس مسئلہ پر اہل سنت کے موقف کی تائید میں لکھی گئی کتب (جو راقم کے پاس موجود  
ہیں) کی فہرست پیش خدمت ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ”افازة جَدِّ الْکِرَامِہ بِسُنَّةِ جُلُوْ مُوْتَمَّ حَیْنِ الْاِقَامِہ (۱۳۳۶ھ)

“یہ کتاب ”رضوی پریس واقع آستانہ عالیہ رضویہ، بریلی محلہ سوداگران“ سے شائع  
ہوئی تھی، اس کے مؤلف ”دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف“ کے سابق مفتی عہدہ محققین  
حضرت علامہ مولانا ابرار حسن صاحب صدیقی تلمیذی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، کتاب کل ۹۰  
صفحات پر مشتمل ہے جس میں اکابر علماء اہل سنت کے تائیدی فتاویٰ موجود ہیں۔ یہ کتاب  
حضرت علامہ مولانا پیر محمد عبدالشکور نقشبندی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۰۰۳ء میں  
اپنے ”دارالعلوم جامعہ نقشبندیہ غوثیہ رضویہ فیض آباد شریف مانسہرہ، ہزارہ“ سے عکسی شائع کی  
تھی۔ یہ نسخہ ان کو شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان برکاتی نوری رحمۃ  
اللہ علیہ نے بریلی شریف حاضری کے دوران عنایت فرمایا تھا۔ اس کا ایک قدیم عکسی  
ایڈیشن مولانا محمد رمضان ضیاء الباروی نے بھی ”ادارہ ضیاء السنۃ، جامع مسجد شاہ سلطان

کالونی، ریلوے روڈ، ملتان“ سے شائع کیا تھا۔ یہ ایڈیشن ۷۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

## ۲۔ ”تنویر المصباح للقیام عند حی علی الفلاح“

مؤلف: خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ یہ مکمل کتاب ”فتاویٰ ملک العلماء“ (مطبوعہ الجمع الرضوی، بریلی شریف و مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور) میں شامل ہے

## ۳۔ ”عظیم النجاح فی تحقیق القیام عند حی علی الفلاح“

مرتب: حاجی عظیم اللہ صاحب مطبوعہ کتب خانہ سمنا فی اندرکوٹ، میرٹھ

## ۴۔ ”القیام عند الفلاح لتحصيل الشرف والنجاح“ بعنوان ”تکبیر بیڈھ کر سنو“

مؤلف: مولانا محمد علی نقشبندی (مؤلف تحفہ جعفریہ، فقہ جعفریہ، عقائد جعفریہ) مطبوعہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ، بلال گنج، عقب داتا صاحب، لاہور

## ۵۔ ”مسئلہ تکبیر“

مؤلف: شیخ الحدیث مفتی سید شاہد علی قادری

مطبوعہ مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ، لاہور

## ۶۔ ”اقامت کے وقت کب کھڑے ہوں؟“

مؤلف: مفتی محمد سراج سعیدی، مطبوعہ الہدیٰ اکیڈمی، عثمان بلاک، عوامی کمپلیکس،

نیوگا روڈ ٹاؤن، لاہور

## ۷۔ ”ایک اہم فتویٰ بابت مسئلہ اقامت“

(دیوبندی جامعۃ العلوم الاسلامیہ، نیوٹاؤن، کراچی کے مفتی بشیر احمد کملانی دیوبندی

کے حی علی الفلاح کے متعلق (اہل سنت کے موقف کے خلاف لکھے گئے) فتوے کے

رد پر مشتمل مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد وقار الدین کا جوابی فتویٰ) مطبوعہ بزم

انوار رسالت، مسجد ابراہیم، بلاک نمبر ۶، گلستان مصطفیٰ، کراچی

۸۔ ”اقامت میں حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا شرعی حکم“  
 مؤلف: علامہ سعید اللہ خان قادری مطبوعہ مکتبہ غوثیہ، کراچی۔  
 یہ کتاب ۲۲۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اب تک اس مسئلہ پر اہل سنت کی طرف سے  
 لکھی گئی ضخیم ترین کتاب ہے۔

۹۔ ”الفلاح فی القیام عند حی علی الفلاح“  
 مؤلف: مولانا فیض احمد اویسی مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، سیرانی روڈ، بہاولپور  
 ۱۰۔ ”اقامت بیٹھ کر سُننا مستحب ہے“  
 مؤلف: قاضی عبدالرزاق بھٹرو والوی حطاروی، ناشر حافظ محمد توفیق، معلم جامعہ رضویہ  
 ضیاء العلوم، ڈی بلاک، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی  
 ۱۱۔ ”مسئلہ اقامت“

مؤلف: مولانا ساجد علی مصباحی مطبوعہ المجمع النعمانی، کسبا، پوسٹ منہد و پار،  
 ضلع سنت کبیر نگر (یو پی)

۱۲۔ ”تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑا ہو جانا خلاف سنت اور مکروہ ہے“  
 مؤلف: مفتی رفیق الاسلام رضوی، مطبوعہ کتب خانہ امجدیہ، دہلی۔ اشاعت دؤم ۲۰۱۳ء  
 اس عنوان پر صدر المدرسین علامہ سید شاہ عبد المنان قادری کی کتاب ”التبیین  
 والایضاح للقیام عند حی علی الفلاح“ دستیاب نہ ہو سکی۔

مزید تحقیق کے متلاشی حضرات مذکورہ بالا کتب کی طرف مراجعت فرمائیں۔  
 یتیم عباس قادری رضوی، لاہور

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جماعت کی نماز میں امام و مقتدی کو کس  
 وقت کھڑا ہونا چاہیے۔ مذہب احناف کیا ہے۔ مدلل ارشاد فرمایا جائے۔

محمد سلیمان عفی عنہ، معرفت شیخ علاؤ الدین سازمرچنٹ، محلہ سلطان گنج، ڈاکخانہ مہندرو، پٹنہ  
جواب:

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم

نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم

مذہب یہ ہے کہ جب موذن اقامت شروع کرے تو سب بیٹھے رہیں یہاں تک کہ  
جب حیّ علی الفلاح کہے تو امام اور مقتدی سب کھڑے ہوں یہی مستحب ہے اور کتب  
فقہیہ اس سے ملو ہیں۔

”تنویر الابصار“ میں ہے:

والقیام لامام وموتم حین قیل حی علی الفلاح ان کان الامام  
بقرب المحراب.

(تنویر الابصار ودرمختار وعلیہ رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، جلد 2،  
صفحہ 216 مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی ”امام اگر محراب کے قریب موجود ہو تو امام و مقتدی سب کو حیّ علی الفلاح پر  
کھڑا ہونا چاہیے۔“

اور ”رد المحتار“ میں ہے۔

قال فی الذخیرۃ یقوم الامام والقوم اذا قال المودن حی علی  
الفلاح عند علمائنا الثلثة رضی اللہ عنہم

(رد المحتار علی درمختار، کتاب الصلوٰۃ، آداب الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 216 مکتبہ

رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی ”ذخیرہ میں فرمایا کہ جب موذن حیّ علی الفلاح کہے تو امام اور مقتدی کھڑے  
ہوں۔ ہمارے تینوں ائمہ کرام حضرت سیدنا امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ  
تعالیٰ عنہم کے نزدیک۔“

اور ”رد المحتار“ میں ہے:

دخل المسجد والمؤذن يقيم قعد الى قيام الامام في مصلاه

( درمختار و عليه رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الاذان، جلد 2، صفحہ 87 مکتبہ

رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی ”ایک شخص مسجد میں اس حال میں آیا کہ مؤذن تکبیر کہہ رہا تھا تو وہ آدمی بیٹھ جائے یہاں تک کہ امام مصلے پر کھڑا ہو جائے۔“

اور ”رد المحتار“ میں ہے:

ويكره له الانتظار قائماً ولكن يقعد ثم يقوم اذا بلغ المؤذن حي  
على الفلاح

(رد المحتار علی درمختار، کتاب الصلوة، مطلب فی کراہۃ تکرار۔ جلد 2، صفحہ 88

مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی ”تکبیر ہوتے وقت نمازی کو جماعت شروع ہونے کے انتظار میں کھڑا ہونا مکروہ ہے وہ بیٹھ جائے پھر جب مکبر حی علی الفلاح کہے تو کھڑا ہو۔“

اور ”طحطاوی علی مراقی الفلاح“ میں ہے:

واذا اخذ المؤذن في الاقامة و دخل رجل في المسجد فانه  
يقعد ولا ينتظر قائماً فانه مكروه كفاي المضممرات قهستاني  
ويفهم منه كراهة القيام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوة، فصل من ادابها، ص 278، مکتبہ

رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی ”جب مؤذن تکبیر کہنا شروع کرے اس وقت کوئی شخص مسجد میں آئے تو اس کو چاہیے کہ بیٹھ جائے اور کھڑے رہ کر انتظار کرنا مکروہ ہے اور لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں۔“

اور ”فتاویٰ عالمگیری“ میں ہے:

إذا دخل الرجل عند الإقامة يكره له الانتظار قائماً ولكن يقعد  
ثم يقوم إذا بلغ الموزن قوله حي على الفلاح كذا في  
المضمرات .

(فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصلوٰۃ، باب ثانی فی الاذان، الفصل الثانی فی کلمات،

الاذان، ج 1، ص 57، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی ”جب کوئی آدمی تکبیر ہوتے وقت مسجد میں آئے تو اُسے کھڑے رہ کر نماز کا انتظار  
مکروہ ہے۔ لیکن وہ بیٹھ جائے پھر جب مکبر حی علی الفلاح کہے تو کھڑا ہوا یا ہی  
مضمرات میں ہے۔“

اور ”فتاویٰ بزازیہ“ میں ہے:

دخل المسجد وهو يقيم يقعد ولا يقف قائماً الى وقت الشروع

( الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية، كتاب الصلوة، الفصل الاول في

الاذان، ج 4، ص 25، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی ”کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اس حال میں کہ مکبر تکبیر کہہ رہا ہے تو وہ بیٹھ جائے اور  
نماز شروع ہونے تک کھڑا نہ رہے۔“

اور ”البحر الرائق“ میں ہے:

قوله (والقيام حين قيل حي على الفلاح) لانه امر به فيستحب

المسارعة اليه اطلقه فشمّل الامام والمأموم ان كان الامام

بقرب المحراب .

(البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة ج 1، ص 531، مکتبہ حقانیہ، پشاور)

یعنی ”صاحبِ کنز کا یہ کہنا کہ حی علی الفلاح کہنے پر قیام کیا جائے اس کی وجہ یہ کہ

مکبر نے اس کا حکم کیا تو اب قیام میں مسارعت مستحب ہے۔ اور صاحب کنز نے قیام کو مطلق بیان کیا تو یہ حکم امام و مقتدی دونوں کو عام و شامل ہے۔ اگر امام محراب کے قریب موجود ہو۔ اور ”محیط“ اور ”ہندیہ“ میں ہے:

يقوم الامام والقوم اذا قال المودن حي على الفلاح عند علمائنا الثلاثة وهو الصحيح.

(المحيط البرهاني، كتاب الصلوة، الفصل السادس عشر في التغني والالحان، ج 1، ص 353، دار الكتب العلميه، بيروت. فتاوى عالمگیری، كتاب الصلوة، باب ثاني في الاذان، الفصل الثاني في كلمات، الاذان، ج 1، ص 57، مكتبة رشيديه، كوئٹہ)

یعنی ”امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب مودن حی علی الفلاح کہے۔ ہمارے حضرات ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک یہی صحیح ہے۔“

اور اگر امام خارج مسجد ہے، یا محراب سے اور فاصلہ پر ہے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر امام سامنے سے آئے تو جب امام کو دیکھیں تو سب کھڑے ہو جائیں۔

چنانچہ ”فتاویٰ عالمگیریہ“ میں ہے:

اما اذا كان الامام خارج المسجد فاذا دخل المسجد من قبل الصفوف فكلما جاوز صفا قام ذلك الصف واليه مال شمس الائمة الحلوانى السرخسى وشيخ الاسلام خواهر زاده وان كان الامام دخل المسجد من قدامهم يقومون كما راوا الامام .

(فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصلوة، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الثانی فی کلمات

الاذان، ج 1، ص 57، مكتبة رشيديه، كوئٹہ)

اور ”ردالمحتار“ میں ہے:

ان كان الامام بقرب المحراب والافيقوم كل صف ينتهي

الیہ الامام علی الاظهر وان دخل من قدام قاموا حين يقع  
بصرهم عليه.

(درمختار و علیہ ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، ج 2، ص 216، مکتبہ  
رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی ”اگر امام محراب کے قریب ہو تو امام و مقتدی سب جی علی الفلاح پر کھڑے ہوں اور  
وہاں نہ ہو یا بیرون مسجد ہو اور صفوں کی طرف سے آئے تو ہر وہ صف کھڑی ہوتی جائے جس  
کے پاس امام پہنچتا جائے اور اگر آگے سے آئے تو جب اسے دیکھیں تو کھڑے ہوں۔“  
اور ”عینی شرح کنز“ میں ہے:

وان لم یکن امام حاضر الا یقوم القوم حتی یصل الیہم ویقف مکانہ  
(رمز الحقائق (عینی) کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، جز اول ص 31، نوریہ رضویہ  
پبلشنگ کمپنی، لاہور)

یعنی ”اگر امام موجود نہ ہو تو مقتدی کھڑے نہ ہوں جب تک کہ امام ان تک پہنچ کر اپنی  
جگہ پر کھڑا نہ ہو جائے۔“  
اور اسی ”عینی“ میں ہے:

وقیل یقوم کل صف ینتہی الیہ الامام وهو الاظهر وان دخل من  
قدام قاموا حين يقع بصرهم عليه  
(رمز الحقائق (عینی) کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، الجزء الاول ص 31، نوریہ  
رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

یعنی ”ہر صف والے کھڑے ہوتے جائیں جن کے پاس امام پہنچتا جائے اور یہی ظاہر  
مذہب ہے اور اگر امام سامنے سے آئے تو جب امام پر نگاہ پڑے تو کھڑے ہوں۔“

اور اگر امام خود تکبیر کہے تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ امام مسجد میں تکبیر پڑھے دوم  
یہ کہ خارج مسجد تکبیر پڑھے تو اگر مسجد ہی میں امام تکبیر کہہ رہا ہے تو جب تک امام تکبیر ختم نہ

کرے مقتدی کھڑے نہ ہوں، اور اگر خارج مسجد اقامت کہے تو اقامت ختم کر کے جب اپنے مصلے پر آجائے تو مقتدی کھڑے ہوں۔

”دُرِّ مختار“ میں ہے:

الا اذا اقام الامام بنفسه في المسجد فلا يقفوا حتى يتم

اقامته ظهيرية

(درمختار و علیہ ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، ج 2، ص 216، مکتبۃ

رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی ”جب امام خود ہی تکبیر کہے مسجد میں کھڑے ہو کر تو کھڑے نہ رہیں جب تک امام تکبیر پوری نہ کہہ لے جب تکبیر پوری کہہ لے تو مقتدی بھی کھڑے ہوں۔“

اور ”جامع الرموز“ میں ہے:

لو كان الامام موذناً لم يقيم القوم الا عند الفراغ و هذا اذا اقام

في المسجد والا فقد قاموا اذا دخله كما في المحيط

یعنی ”امام اگر خود اقامت کہے تو نمازی کھڑے نہ ہوں جب تک کہ تکبیر پوری نہ ہو لیاور یہ جب ہے کہ امام مسجد میں ہو اور اگر امام نے مسجد سے باہر جا کر تکبیر کہی تو وہ تکبیر پڑھ کر جب مصلے پر آجائے تو مقتدی کھڑے ہوں۔“

والله تعالى ورسوله اعلم صلى الله تعالى عليه و على اله واصحابه

اجمعين وبارك وسلم -

فقیر ابوالظفر محبت الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی

خطیب جامع مسجد مدنی پورہ بمبئی

7، 8 جمادی الاول، روزِ ایمان افروز و ہابیت سوز دوشنبہ مبارکہ 1371ھ

(ماخوذ از: ماہنامہ ”نوری کرن“، بریلی شریف، بابت ماہ فروری 1967ء)

## محفل میلاد (مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کے فتویٰ انکار میلاد کا رد)

تاج العلماء حضرت مفتی محمد عمر نعیمی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

(سابق مہتمم: جامعہ نعیمیہ، مراد آباد)

نوٹ: حضرت تاج العلماء نے مولوی رشید گنگوہی کے رد میں اس فتویٰ کے علاوہ ایک مستقل رسالہ بنام ”ارشاد الانام الی محفل المولد والقیام“ بھی تحریر فرمایا ہے، مذکورہ رسالہ اور یہ فتویٰ، مجموعہ رسائل میلاد بنام ”میلاد خیر الانام“ (ناشر والضحیٰ پبلی کیشنز، ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار، لاہور) مرتب: میثم عباس قادری رضوی میں شامل ہے۔ (ادارہ)

حضور اقدس نبی کریم علیہ الصلات والتسلیمات کے ذکر ولادت کے لیے محفلیں کی جاتی ہیں اور اُن میں وقتِ ذکر ولادتِ مبارکہ تعظیماً قیام کیا جاتا ہے۔ ان محافل میں صلوٰۃ و سلام کی کثرت ہوتی ہے اور حضور کے فضائل و معجزات اور حضور کی پاکیزہ اور مقدس زندگی کا مختصر بیان کر کے مسلمانوں کو اُن کے مقدس پیشوا کے پاکیزہ حالات سے باخبر کیا جاتا ہے۔ مدحیہ قصائد و اشعار خوش الحانی کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں، آخر میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، روشنی اور فرش کے اہتمام ہوتے ہیں، اسی محفل کو محفل میلاد اور محفل مولود شریف کہتے ہیں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ شرعاً یہ محفل جائز ہے یا نہیں؟

(مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کے نزدیک محفل میلاد ہر حال میں ناجائز ہے)

تھوڑے عرصہ سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جنہیں اس کے جواز میں کلام ہی نہیں بلکہ وہ اس کے عدم جواز اور بدعتِ قبیحہ ہونے کے مدعی اور اُس کو روکنے اور منع کرنے پر اتنے مصر ہیں کہ کسی اشد حرام اور افش کبائر کو روکنے پر بھی اُن کی توجہ اتنی مبذول نہیں، اس مجلس پاک کو وہ بہت کریمہ الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں، کبھی محفل فسق کہتے ہیں، کبھی کھیتا کے جنم سے تشبیہ

دیتے ہیں۔ (دیکھو فتویٰ مولوی رشید احمد گنگوہی) ان صاحبوں کے نزدیک اس محفل کے جواز کی کوئی صورت نہیں اور ہر طرح ہر حال میں یہ مجلس پاک اُن کے نزدیک ناجائز و ناروا ہی ہے۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی ”فتاویٰ رشیدیہ“ جلد اول، صفحہ ۵۰ میں لکھتے ہیں:

سوال: مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جیسے شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں؟

الجواب: عقد مجلس مولود اگرچہ اُس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اُس میں بھی موجود ہے لہذا اس زمانہ میں درست نہیں۔

اسی ”فتاویٰ رشیدیہ“ صفحہ ۱۴۵ میں ہے:

”مسئلہ: محفل میلاد جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف و گزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔ اسی جلد کے صفحہ ۱۰۱ میں ہے: ”العقاد مجلس مولود ناجائز ہے۔“ جلد ۳، صفحہ ۱۴۳ میں ہے: ”کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساعرس و مولود درست نہیں۔“

یہ تو منکرین کے خیالات کی تصویر تھی۔ اب اصل مسئلہ پر محققانہ نظر کیجیے اور بے رو رعایت، بے تعصب و نفسانیت منصفانہ فیصلہ کیجئے۔ اَلدِّیْنُ یُسِّرُ شَرِیْعَتِ حَقِّہِ دِیْنِ پاک نے ایسی سخت گیری نہیں کی جس کا تحمل نہ ہو سکے لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ (البقرة: ۲۸۶) بات بات کے لیے ہم کو نصوص صریحہ تلاش کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ ورنہ نشست و برخاست، حرکت و سکون تک دشوار ہو جاتا۔ ہر مباح کیلئے نص درکار ہوتی اور نہ ملتی تو مصیبت کا سامنا ہوتا۔ ہر قانون میں ممنوعات شمار کرا دیے جاتے ہیں۔ اور جو چیزیں قانون میں منع نہیں ہوئیں جائز سمجھی جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو اور ہر امر جائز کیلئے تصریح ضروری ہو تو دنیا کے

بے شمار مباحات اور زمانہ کے بے تعداد حوادث کا قلمبند ہونا ضروری ہوگا۔ اور کوئی مجموعہ کوئی دفتر اُن کے لیے کافی نہ ہو سکے گا۔ اسی لیے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تُبَدِّلْكُمْ تَسْؤُكُمْ ۖ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبَدِّلْكُمْ ۚ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ**۔ (المائدة: ۱۰۱)

### اصل اشیا میں اباحت و بدعتِ حسنہ کا ثبوت:

حدیث شریف میں وارد ہوا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تَضِيعُوهَا وَحَرَّمَ حُرْمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا وَحَدَّ وَحْدًا فَلَا تَعْتَدُوَهَا وَ سَكَّتَ عَنْ أَشْيَاءٍ مِنْ غَيْرِ نَسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا۔ (مشکوٰۃ شریف)

قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ شرع مطہر نے جن چیزوں کا ذکر نہیں فرمایا وہ مباح ہیں۔ جس امر کی ممانعت نہیں وہ جرم نہیں ہو سکتا، اسی لیے فقہائے کرام نے فرمایا: **أَصْلُ الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ** اس کا حاصل یہ ہے کہ ہر چیز اصل میں مباح اور جائز ہے جس پر ممانعت وارد ہوئی وہ ناجائز ہو گئی اور جس کو منع نہیں فرمایا گیا وہ اپنی اصل پر ہے (یعنی مباح ہے)۔

اب محفلِ میلاد پر غور کیجئے۔ غایۃ الامر یہ ہے کہ وہ کہیں سے ثابت نہ ہو، کسی آیت و حدیث سے اس کے لیے کوئی حکم نہ نکلتا ہو، اگر یہی فرض کر لیجئے تو بھی اُس کی اباحت و جواز میں شک نہیں۔ یہ دلیل مقبول دلیل ہے جس کو منکرین بھی عملاً تسلیم کرتے ہیں۔ ورنہ دیوبند کا مدرسہ اور دستار بندی وغیرہ کے جلسے اور دارالحدیث کی تعمیر جن کا قرونِ اولیٰ میں نام و نشان نہیں۔ قرآن و حدیث سے بایں تحقیقات و بینات ثابت نہیں، سب ناجائز و ناروا ہو جائیں، لیکن منکرین یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ اُن کی عملی حالت مسکوت عنہ کی اباحت کا اعتراف کرتی ہے۔ گو کہ ضد اور تعصب محفلِ میلاد کو بایں ہمہ ناجائز و ناروا ہی قرار دے۔ یہ کلام اُس صورت میں تھا جبکہ یہ فرض کر لیا جائے کہ محفلِ میلاد شریف کا کوئی حکم قرآن و حدیث میں نہیں ملتا۔ لیکن واقع میں ایسا نہیں بلکہ اس مسئلہ کی بنیادیں براہینِ قویہ اور زبردست دلائل سے

مضبوط و مستحکم ہیں۔ مسلمانوں میں محفل میلاد شریف کے جواز و عدم جواز کا زیر بحث ہونا ایک حیرت انگیز بات ہے، کیا کوئی مسلمان جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور جناب سید الانبیاء محمد رسول اللہ کی رسالت کا یقین رکھتا ہے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہوتا ہے۔ جناب سید کائنات پر ایمان لاتا ہے، حضور کے حالات زندگی سے مسلمانوں کو واقف کرنا اور حضور کی مقدس حیات کے نقشہ (کو) بار بار مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے سیرت پاک کا قلوب میں جاگزین کرنا قابل بحث مسئلہ سمجھا ہے؟۔ ہر صاحب خرد کے نزدیک ضروری ہے کہ مسلمان جس کو اپنا نبی اور پیشوا مانتے ہیں جس پر ایمان لاتے ہیں اُس ذاتِ قدسی صفات کے حالات سے آگاہی حاصل کریں اور یہ اُن کا ضروری فرض ہے، اسی لیے میلادِ مبارک کی محافل منعقد کی جاتی ہیں کہ اجمال و اختصار کے طور پر مسلمانوں کو اُن کے آقائے نعمت کی سیرتِ مبارکہ سے باخبر کر دیا جائے۔ اس کو روکنا اور منع کرنا مسلمان اور خیر خواہ اسلام کی شان سے بعید ہے۔ اس لیے اس مسئلہ میں کسی مسلمان کا بحث کرنا اور اُس کے جواز کو محلِ کلام ٹھہرانا ایک تعجب خیز بات ہے چہ جائیکہ اس کو بدعتِ سیئہ یا ناجائز کہا جائے۔ اور کنہیا کے جنم سے تشبیہ دی جائے (العیاذ باللہ) مسلمانوں کے دل و جگر اس تشبیہ سے جو صدمہ محسوس کرتے ہیں بیان میں نہیں آسکتا۔ حضور کا ذکر، حضور کے اوصاف و احوال کا بیان ذکرِ الہی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا: ذُکِرَ ذُکْرُی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے حبیب! آپ کا ذکر میرا ذکر ہے“۔ مَنْ ذُکِرَ ذُکْرُی ”جس نے آپ کا ذکر کیا میرا ہی ذکر کیا“۔ اب حضور کا ذکر ممنوع کہنے کے یہ معنی ہیں کہ ذکرِ الہی ناروا ہے۔ کیا کوئی مسلمان ایسا کہنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ ذکرِ الہی عبادت ہے اور اُس کے فضائل سے قرآن و حدیث مالا مال ہیں تو ذکرِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء عبادت ہوا (نہ بدعت)۔ تمام حدیث حضور ہی کا ذکر ہے۔ قرآن پاک میں جا بجا حضور کے اوصاف و کمالات، اخلاق و عادات کا بیان ہے کیا یہی ذکر بدعت ہو سکتا ہے؟ غلط! غلط!! ہرگز نہیں!!!

انبیاء علیہ التحیۃ والثناء حضور کا ذکر سناتے آئے۔ سیدنا حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام نے حضور کا مولود شریف پڑھا، جس کا قرآن پاک بیان فرماتا ہے: مَبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ۔ (الصَّف: ۶) کیا یہی ذکرِ ولادت آج کسی کے تعصب سے ناجائز و بدعت ہو جائے گا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَقَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ الْآيَةِ۔ (المائدة: ۲۰) یعنی ”اُس وقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے قوم! تم اللہ کی اُس نعمت کا ذکر کرو جو تم پر ہے کہ تم میں انبیاء (علیہم السلام) کو پیدا کیا۔“ اس آیت مبارکہ میں انبیاء علیہم السلام کے ذکرِ پیدائش کا حکم فرمایا گیا اور اُس کو نعمت قرار دیا۔ حضور تو سید انبیاء ہیں آپ کا ذکر تو اور بھی افضل و اعلیٰ ہے۔ ان دلائل سے ذہن نشین ہو گیا ہوگا کہ حضور کا ذکرِ ولادت جس کو مولود شریف کہتے ہیں کم از کم مستحب ہے اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اس مدعا پر بے شمار دلائل پیش کیے جاسکتے ہیں۔ مگر اہل فہم کے لیے اس قدر کافی ہے۔ اب میں قیام کا ذکر کروں جو ذکرِ ولادت کے وقت تعظیماً کیا جاتا ہے۔ یہ بات تو دلیل کی محتاج نہیں کہ قیام سے حضور کی یا حضور کے ذکر کی تعظیم مقصود ہے اور اس تعظیم کی نسبت قرآن کریم میں وارد ہے: وَتُعْزِّرُوهُ وَتُقِرُّوهُ اور ایک قرأت میں وَتُعْزِّرُوهُ بھی وارد ہے۔

قرآن کریم نے حضور کی عزت و توقیر کا حکم فرمایا، جس طرح بھی توقیر کی جائے گی آیت ہی کی تعمیل ہوگی اور یہ قیام مستحب ہوگا۔ نہ بدعت نہ شرک۔ ”ترمذی“ میں یہ حدیث مروی ہے: عَنْ عَبَّاسٍ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَهُ سَمِعَ شَيْئاً فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ مَنْ أَنَا فَقَالُوا أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ اِس حدیث سے حضور کا خود نفس نفس قیام فرما کر اپنی پیدائش کا ذکر فرمانا ثابت ہوا۔ اہل انصاف سے توقع ہے کہ وہ تسلیم کرنے کیلئے تیار ہوں گے البتہ ضد اور نفسانیت، عذر اور حیل تلاش کرے گی۔ اللہ تعالیٰ اُس کے شر سے محفوظ رکھے۔

کئی اشخاص مل کر میلاد شریف پڑھنے کے مستحسن ہونے پر حدیث شریف سے استدلال:

اب اگر یہ شبہ ہو کہ مولود شریف میں کئی شخص مل کر پڑھتے ہیں، آیا یہ ثابت ہے یا نہیں۔  
تو اگرچہ یہ شبہ قابل لحاظ نہیں کیونکہ جس چیز کی ممانعت شریعت نے نہیں فرمائی وہ ممنوع و ناجائز نہیں ہو سکتی، لیکن اطمینان خاطر کیلئے ”بخاری“ و ”مسلم“ کی ایک حدیث پیش کرتا ہوں:  
عن انس قال جعل المهاجرون والانصار يحفرون الخندق وينقلون التراب وهم يقولون نحن الذين بايعوا محمداً على الجهاد ما بقينا ابداً ويقول النبي صلى الله عليه وسلم وهو يجيهم اللهم لا عيش الا عيش الآخرة. فاغفر الانصار والمهاجرة اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ انصار و مهاجرین خندق کھودتے اور مٹی نکالتے جاتے تھے اور یہ پڑھتے جاتے تھے:

نحن الذين بايعوا محمداً على الجهاد ما بقينا ابداً

اس سے آوازیں ملا کر پڑھنا ثابت ہوا۔ ”شامی“ میں ہے: فان المتوارث فيه اجتماعهم لتبلغ اصواتهم الى اطراف المصر الجامع یعنی ”لوگوں کا جمع ہو کر آوازیں ملا کر اذان کہنا تاکہ شہر کے اطراف میں آوازیں پہنچ جائیں متوارث ہے“۔ کذا فی النووی۔ جب اذان میں آوازیں ملانا توارث کی بنا پر جائز ٹھہرا، تو مولود شریف میں کیا کلام ہے؟

اکابر علمائے اُمت سے میلاد شریف کا ثبوت:

اب علماء امت کے اقوال معائنہ کیجئے۔ ابن جوزی (محدث) نے رسالہ مولود شریف کے آخر میں لکھا ہے: فلا زال اهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام و سائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبي صلى الله عليه وسلم ويفرحون بقدوم هلال ربيع الاول ويغتسلون ويلبسون بالثياب الفاخرة ويتزينون بانواع الزينة ويتطيّبون ويكثحلون ويأتون

بالسرور فی هذه الايام ويبدلون على الناس بما كان عندهم من المضروب والجناس ويهتمون اهتماما بليغا اهلية على السماع والقرأت لمولد النبي صلى الله عليه وسلم وينالون بذلك اجرا جزيلا وفوزا عظيما ومن جرب عن ذلك انه وجد في ذلك العام كثرة الخير والبركة مع السلامة والعافية ووسعة الرزق وازدياد المال والاولاد ولاحفاد ودوام الامن في البلاد والامصار والسكون والقرار في البيوت والدار ببركة مولد النبي صلى الله عليه وسلم يعني ”حرین محترمین، مصر، یمن، شام اور عرب کے تمام شہروں کے لوگ مشرق سے مغرب تک ربیع الاول شریف میں ہمیشہ مولود شریف کی محفلیں کرتے رہتے ہیں اور اس ماہ مبارک کا چاند دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ غسل کر کے عمدہ عمدہ لباس پہنتے، طرح طرح کی زینتیں کرتے ہیں۔ خوشبوئیں استعمال کرتے ہیں، سُرمہ لگاتے ہیں اور ان ایام میں خوشیاں مناتے ہیں اور نقد جنس جو ان کے پاس ہوتا ہے لوگوں پر صرف (خرچ) کرتے ہیں اور مولود شریف کے پڑھنے کا بہت بلیغ اہتمام کرتے ہیں اور اس کی بدولت اجر جزیل اور فوز عظیم پاتے ہیں۔ یہ امر مجرب ہے کہ حضور کے مولود شریف کی برکت سے سال بھر خیر و برکت، سلامت و عافیت، رزق کی فراخی، مال کی زیادتی، اولاد کی کثرت، شہروں میں امن، گھروں میں چین و راحت رہتی ہے۔“

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”ما ثبت بالسنہ فی ایام السنہ“ میں فرماتے ہیں:

”لا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده صلى الله عليه وسلم و يعملون الولائم و يتصدقون في لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور و يزيّدون في المبرات و يعتنون بقراءة مولده الكريم و يظهر عليهم من برکاته كل فضل عظيم و مما جربه من خواصه انه امان في ذلك العام و بشرى عاجله بنيل المرام فرحم الله امرأته اتخذت لى شهر مولده المبارك

اعیاد الیكون اشد علی من فی قلبه مرض وعناد واطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علی ما احدثه الناس من البدع والهواء والعناء بالآلات المحرمة عند عمل المولد الشریف فاللہ تعالیٰ یثبتہ علی قصدا الجمیل و یسلك بنا سبیل السنة فانه حسبنا اللہ ونعم الوکیل“ یعنی ”اہل اسلام ہمیشہ ربیع الاول شریف میں محفلیں کرتے ہیں اور مولود شریف پڑھتے ہیں اور ان پر اس کی برکت سے اللہ جلّ شانہ کا فضل عام ہوتا ہے اور یہ تو مجرب ہے کہ مولود شریف کی برکت سے سال بھر امن ہی رہتی ہے اور مراد جلد حاصل ہوتی ہے، اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے حضور کی پیدائش کی رات کو خوشی اور عید بنا لیا ہے۔ یہ اُن کو بہت شاق و گراں گذرتا ہے جن کے دلوں میں مرض اور عناد ہے اور ابن الحاج نے بہت انکار کیا ہے ان چیزوں کا جو لوگوں نے مولود شریف میں باجوں اور حرام آلوں کے ساتھ گانا اور خرافات ایجاد کر لی ہیں، اللہ جلّ شانہ اس کو قصدِ جمیل اور نیک کام پر قائم رکھے اور ہم سب کو سننِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم پر چلنے کی توفیق دے۔“

”سیرۃ حلبی“ میں ہے: ولذا قال ابن حجر الہیتمی ان البدعة الحسنة متفق علی ندبها و عمل المولد واجتماع الناس له بذلك یعنی ”علامہ ابن حجر الہیتمی نے فرمایا کہ بدعتِ حسنہ کے مستحب ہونے پر اتفاق ہے اور مولود شریف اور لوگوں کا اُس کے لیے جمع ہونا ایسا ہی ہے یعنی مستحب ہے۔“ اب بِحَمْدِہِ تَعَالٰی محفلِ مولود شریف کا انعقاد اور قیامِ تعظیمی اور شیرینی اور اہتمامِ فروش، سب کا استحباب بہت روشن دلائل سے ثابت ہوا۔ اور اہلِ انصاف کے لیے اس قدر کافی ہے ورنہ اس مضمون میں اگر بسط کیا جائے تو ایک ضخیم جلد تیار ہو۔ مخالفین نے اس مسئلہ میں انصاف سے کام نہیں لیا، اُن کا تعصب اس درجہ پہنچ گیا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے یہ لکھ دیا کہ ”کوئی سا مولود اور عرس جائز نہیں۔“ یعنی سرے سے ذکرِ ولادت ہی ناروا ہے (معاذ اللہ) اس سے بڑھ کر اُن کا وہ فتویٰ ہے جس میں لکھتے ہیں: ”عقدِ مجلس مولود اگرچہ اُس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اُس میں بھی

موجود ہے لہذا اس زمانہ میں درست نہیں، کمال ہے کہ کوئی امرِ غیر مشروع نہ ہو تب بھی درست نہیں، اس کے یہ معنی ہوئے کہ کوئی ناجائز بات اُس میں نہ ہو تب بھی جائز نہیں، اس سے بڑھ کر اور تعصب اور خن پروری کی کیا مثال ہو سکتی ہے؟ واللہ یهدی من یشاء الی سواء السبیل و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمدؐ والہ وصحبہ اجمعین۔  
(منقول از ماہنامہ سواد اعظم، مراد آباد۔ بابت ماہ ربیع الآخر ۱۳۳۸ ہجری۔ رسالہ جماعت،

امرتسر بابت ماہ صفر ربیع الاول ۱۳۳۳ ہجری مطابق ستمبر و اکتوبر ۱۹۴۲ء رسول نمبر)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## گستاخ رسول ﷺ کی بربادی

ابولہب، یہ حضور ﷺ کا سگا چچا تھا، آپ کا سخت دشمن تھا، آپ ﷺ سے بڑی عداوت رکھتا تھا۔ جب حضور ختمی المرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہِ صفا پر چڑھ کر لوگوں کو پکارا اور انہیں توحید باری تعالیٰ کا درس دیا تو ابولہب نے بگڑ کر کہا ”تو برباد ہو جائے، کیا تو نے ہمیں یہی سنانے کے لیے جمع کیا تھا؟“ اس پر خالقِ ارض و سما نے اس کی تباہی و بربادی کا یوں اعلان فرمایا: تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ۔ (سورۃ لہب۔ ۱)

”تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔“

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ تباہ ہو ہی گیا دنیا میں تو اس کا حال یہ ہوا کہ اس کو زہریلی قسم کا ایک چھالہ (العدسہ) نکلا جو سارے جسم میں پھیل گیا، ہر جگہ سے بدبودار پیپ بہنے لگی، گوشت گل گل کر گرنے لگا تو اس کے بیٹوں نے اسے گھر سے باہر پھینک دیا اور اس نے تڑپتے تڑپتے جان دے دی، اس کی نعش تین دن تک یونہی پڑی رہی اور لوگ اس کے تعفن اور بدبو سے تنگ آ گئے اور اس کے بیٹوں کو لعنت ملا مت کرنے لگے تو انہوں نے چند حشی غلاموں سے گڑھا کھدوایا اور لکڑیوں سے اس کی لاش کو دھکیل کر اس گڑھے میں پھنکوا دیا اور اوپر مٹی ڈال دی، اس کا یہ حشر اللہ کے غضب کا ہی نتیجہ تھا اور قیامت کے روز ”سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ“۔ ”عن قریب وہ جھونکا جائے گا شعلوں والی آگ میں۔“

## مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی شرمناک اصلیت، دیوبندی علما کی زبانی میشم عباس قادری رضوی

نوٹ: مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی شرمناک اصلیت پر راقم کی زیر ترتیب کتاب (جو قریب بہ تکمیل ہے) سے کچھ حوالہ جات پیش کیے جا رہے ہیں، ملاحظہ ہوں۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی جھوٹا، ناجائز چندہ خور، بے ایمان اور دھوکے باز ہے: مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی  
۱۔ مشہور دیوبندی عالم مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے اپنا مشاہدہ ان الفاظ میں لکھا ہے:

”پاکستان میں ایک صاحب الیاس گھمن کے نام سے مشہور ہیں، آج کل بعض لوگوں کی زبان پر ہندوستان میں بھی ان کا نام ہے، میں جب تین سال قبل پاکستان گیا تھا تو یہ صاحب مجھ سے ملنے لاہور آئے تھے، معلوم ہوا کہ یہ رَوّ غیر مقلدیت پر پاکستان میں کام کر رہے ہیں۔ مجھے یہ سُن کر خوشی ہوئی اور ان سے بے تکلف ہو گیا، پھر انہیں کے ساتھ پاکستان میں مجھے مختلف جگہ انہیں کی گاڑی سے جانا ہوا، راولپنڈی، اسلام آباد، کراچی، ملتان اور بھی جگہوں پر ان کے ساتھ میرا سفر رہا، اس سفر میں مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا کہ یہ کسی بھی بڑے عالم یا کسی بھی اللہ والے سے ملنے سے کتراتے ہیں، مدارس میں جاتے تھے تو مدارس کے مہتمم یا ذمہ داروں سے دُور دُور ہا کرتے تھے، طلبہ کے ساتھ ان کی مجلس ہوا کرتی تھی، میں نے جب ان سے اس کی وجہ پوچھی تو ان کا جواب تھا کہ: ”میں بڑوں سے نہیں ملتا، مجھے تو آپ جیسے لوگوں سے مل کر خوشی ہوتی ہے، جو بے تکلف قسم لوگ ہیں“۔ میں خاموش ہو گیا کہ اس سے زیادہ ان سے کیا بات کروں:

جب الیاس گھمن نے دیکھا کہ میں نے مولانا غازی پوری کو اپنے جال میں پھانس لیا ہے اور ان کو مجھ پر اعتماد ہو گیا ہے، تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ: ”مولانا میرے بارے میں ایک تحریر لکھ دیں کہ فلاں آدمی پاکستان میں ایسا ایسا ہے۔“ میں نے ان سے کہا کہ آپ تحریر تیار کر دیں میں اس پر دستخط کر دوں گا، چنانچہ اپنی تعریف میں اور اپنے کام کے بارے میں ایک تحریر لکھ کر دی، میں نے اس پر دستخط کر دیا۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ: ”آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کی کتابیں پاکستان میں چھاپوں، ان کی اشاعت یہاں بڑے پیمانہ پر ہوگی۔“ میں نے ان سے کہا کہ:

”میرا مقصد تجارت نہیں ہے، مگر ”زمزم“ کو جاری رکھنے کے لیے اور ”مکتبہ اثریہ“ سے کتابوں کو شائع کرنے کے لیے بہر حال کچھ رقم چاہیے۔“ تو انہوں نے کہا: ”آپ جو فرمائیں اس پر عمل کروں گا۔“ میں نے کہا کہ: ”جو منافع ہو اس میں سے آدھا آپ لے لیں اور آدھا مجھے دے دیں گے، منافع کتنا ہوا، میں آپ سے سوال نہیں کروں گا، مجھے اعتماد ہے۔“ پھر میں نے ان کو اپنی کتابوں کو شائع کرنے کے لیے ایک تحریر لکھ دی، اس تحریر میں منافع میں سے آدھے آدھے رقم والی بات میں نے نہیں لکھی، مجھے اس کو تحریر میں لانا کچھ اچھا معلوم نہیں ہوا۔ اب الیاس گھمن نے میرے تحریر دکھلا کر سعودیہ میں چندہ تو خوب کیا اور پاکستان میں میری کتابیں بھی چھاپی اور خوب کمایا، مگر مجھے آج تک اس نے ایک پیسہ نہیں دیا، اور لکھتا ہے کہ: ”میں نے مولانا ابو محمد ایاز ملک انوی، جامعہ سراجیہ لودھراں کو اتنے پیسے کی اتنی کتابیں دے دی ہیں۔“ جب میں نے حضرت ملک انوی دامت برکاتہم سے اس کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے تین دفعہ ”حاشا دکلا“ کہہ کر بتلایا کہ: ”الیاس گھمن نے چند چھوٹے رسائل کے چند نسخوں کے سوا مجھے کچھ نہیں دیا۔“ بعض پاکستانی دوستوں نے اسے پکڑا اور جب جدہ میں رہنے والوں نے اس بارے میں الیاس گھمن سے بات کی تو اس نے کہا کہ: ”مولانا کی تحریر میں کوئی دکھلا دے

کہ اپنے لیے انہوں نے کچھ نفع لینے کی بات کی ہے۔“ اس مجلس میں میرے کرم فرما پاکستان کے رہنے والے حضرت قاری رفیق احمد صاحب نے مجھے اس سے فون پر بات کرائی تو اس نے اعتراف کیا کہ: ”ہاں زبانی آپ سے اس بارے میں گفتگو تو ہوئی تھی۔“ پھر کہا کہ: ”اچھا بتلائیے کہ آپ کو اس وقت کتنی رقم چاہیے؟“۔ میں نے کہا کہ: ”میری کتاب ”ارمغانِ حق“ چھپ رہی ہے، کم از کم مجھے دو ہزار ریال آپ دے دیں۔“ اس نے کہا کہ: ”کس کو دے دوں؟“ میں نے حضرت قاری صاحب کا نام لیا کہ: ”ان کے حوالہ کر دیں۔“ جب قاری صاحب نے اس سے دو ہزار طلب کیے تو اس نے کہا کہ: ”میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ابھی دوں گا، جب ہو گا دوں گا۔“ پھر ایک دوسری مجلس میں اس سے لوگوں نے گزشتہ سال میری اس سے آئے سامنے بات کرائی تو یہ ”بے ایمان“، ”وعدہ خلاف آدمی“ کہتا ہے کہ: ”میں نے کتابوں کی رقم کا وعدہ نہیں کیا تھا، بلکہ مولانا غازی پوری کے تعاون کے لیے میں نے دو ہزار کا وعدہ کیا تھا۔“ میں نے اس سے کہا: ”اگر تو میرا تعاون کرنا چاہتا ہے تو تیرے جیسے آدمی سے مجھے ایک ریال کا تعاون بھی نہیں چاہیے۔“ اور میں اُٹھ کر اس مجلس سے اپنی قیام گاہ چلا آیا اور آج تک یہ آدمی کتابوں کو بیچ کر میری رقم ہڑپ رہا ہے اور میری کتابوں کی رقم سے اس نے مجھے ایک ریال بھی نہیں دیا۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ شخص پاکستان میں اس قسم کی دھاندلی کرنے میں مشہور ہے، میں نے دل میں کہا کہ چونکہ یہ شخص دھوکہ دہی میں پاکستان میں بدنام ہے، اس وجہ سے میرے ساتھ سفر میں مدارس کے ذمہ داروں اور اہل علم کی مجلس سے بھاگتا تھا کہ چور کو اپنی داڑھی کے تنکے سے ہمیشہ ڈر لگائی رہتا ہے، یہ قصہ ہے ایک عالم مولوی کا، اور سنا ہے کہ یہ صاحب، حکیم اختر صاحب کراچی والے کے خلیفہ بھی ہیں (۱)۔“

(دواہی مجلہ زمزم، غازی پور، جلد: ۱۵، شمارہ: ۲، صفحہ ۶۲۴۔ بابت ربیع الاول، ربیع الآخر، ۱۴۳۳ھ)

حکیم اختر دیوبندی کی خلافت والی بات کے تحت حاشیہ میں مولوی ابوبکر غازی پوری

دیوبندی نے لکھا ہے:

”ا“ بھی کچھ دن قبل جدہ کے ایک فون سے معلوم ہوا کہ حکیم صاحب نے اس کی ان بے ہودہ حرکات کی وجہ سے اس سے خلافت چھین لی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔“

(دومای مجلہ زمزم، غازی پور، جلد: ۱۵، شمارہ: ۲، صفحہ ۶۔ بابت ربیع الاول، ربیع الآخر، ۱۴۳۳ھ)

مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی کے بیان کا خلاصہ:

مولوی ابوبکر غازی پوری کی اس تحریر سے ثابت ہوا کہ دیوبندی مذہب کا یہ نام نہاد ”متکلم اسلام“، مولوی الیاس گھمن دیوبندی:

۱۔ جھوٹا

۲۔ ناجائز چندہ خور

۳۔ بے ایمان

۴۔ وعدہ خلاف

۵۔ دھوکے باز شخص ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مشہور دیوبندی پیر مولوی حکیم اختر دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی خلافت سلب کر لی ہے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی، بد اخلاق، بد معاملہ اور بُرے اعمال والا شخص ہے، اس سے محتاط رہیں: دیوبندی ”تنظیم وفاق المدارس العربیہ پاکستان“

۲۔ دیوبندی مدارس کی مشترکہ تنظیم ”وفاق المدارس العربیہ، پاکستان“ کی طرف سے اپنے ترجمان رسالہ ماہنامہ ”وفاق المدارس“، ملتان میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں یہ اعلان شائع ہوا:

”وضاحت بسلسلہ اشتہارات: ”وفاق المدارس العربیہ پاکستان“، اس کے تمام

ادارے، شعبے، بشمول ماہنامہ ”وفاق المدارس“ اکابر و اسلاف علمائے حق علمائے دیوبند کے عقائد و نظریات، مسلک و مشرب، ذوق و نظر پر نہ صرف کاربند ہیں بلکہ علمائے دیوبند کے مزاج و مسلک کے امین و وارث اور محافظ بھی ہیں۔ ماہنامہ ”وفاق المدارس“ بھی اسی فکر و نظر کا حامل جریدہ ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین حتیٰ کہ اشتہارات بھی علمائے دیوبند کے حقیقی مسلک و مشرب کے آئینہ دار ہوتے ہیں، ماہنامے میں اسی پالیسی کے تحت اشتہارات قبول یا رد کیے جاتے ہیں۔ گذشتہ ماہ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ کے شمارے میں بیک ٹائٹل پر مولوی محمد الیاس گھسن کے ادارے کا اشتہار شائع ہوا، حالاں کہ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ، مولوی الیاس گھسن کے بعض ذاتی احوال اور اعمال کے سبب کھلے طور پر اپنی تشویش کا اظہار فرما چکے ہیں، جن کا تذکرہ اس مقام پر مناسب نہیں، اور آپ نے علمائے کرام کو ان سے محتاط رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم سے قبل بر عظیم پاک و ہند کے معروف ثقہ عالم دین حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے دو ماہی رسالے ”زم زم“ کے ادارے میں موصوف کے اخلاق اور بد معاملگی بیان کر چکے ہیں۔ چنانچہ ادارہ ماہنامہ ”وفاق المدارس“ اپنے قارئین کے سامنے اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ مذکورہ اشتہار کی اشاعت کو حضرت صدر صاحب دامت برکاتہم یا ادارے کی جانب سے مذکورہ مولوی صاحب کی تائید و توثیق اور تصویب ہرگز نہ خیال کیا جائے۔ مذکورہ اشتہار کا سبب بننے والے فرد کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی گئی ہے۔ ادارہ اپنی پالیسی سے متضاد کسی بھی اشتہار کو رد کرنے کا مکمل اختیار رکھتا ہے۔“ (ادارہ ماہنامہ وفاق المدارس)

(ماہنامہ وفاق المدارس، ملتان۔ شمارہ نمبر: ۹۔ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ۔ جون ۲۰۱۶ء)

دیوبندی تنظیم ”وفاق المدارس العربیہ پاکستان“ کی ترجمان اس تحریر سے ثابت ہوا کہ

۱۔ مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی (خلیفہ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی) کو مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے ذاتی احوال اور اعمال پر تشویش ہے، جس کا اظہار وہ سرعام کر چکے ہیں۔  
 ۲۔ مولوی سلیم اللہ دیوبندی نے دیوبندی علما کو مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے محتاط رہنے کی تلقین کی ہے۔

۳۔ ماہنامہ وفاق المدارس، ملتان میں مولوی الیاس گھمن کے ادارے کے اشتہار کی اشاعت کا سبب بننے والے شخص کے خلاف ”وفاق المدارس“ کی طرف سے سخت کارروائی کی گئی ہے۔ (اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو دیوبندی مدارس کی نمائندہ تنظیم ”وفاق المدارس العربیہ، پاکستان“ میں کس قدر ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے)  
 ۴۔ دیوبندی مذہب میں ثقہ اور معروف عالم مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے بھی مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بد اخلاقی اور بد معاملگی کو بیان کیا ہے۔ (جیسا کہ شروع میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں)

مولوی الیاس گھمن دیوبندی، اپنے مرکز دارالعلوم دیوبند۔ خلیفہ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی اور مولوی فضیل احمد ناصری دیوبندی کی نظر میں:

۳۔ مولوی فضیل احمد ناصری دیوبندی (نائب ناظم تعلیمات و استاد حدیث، جامعہ انور شاہ، دیوبند) نے مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی کے متعلق اپنے مقالہ میں لکھا ہے کہ:  
 ”پاکستان کے معروف عالم دین مولانا محمد الیاس گھمن صاحب کی صفائی میں دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء نے اپنا موقف ظاہر کیا اور اعترافات سے مملو الفاظ استعمال کیے، تو فوراً ان (مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی) کا خط دارالعلوم پہنچ گیا، انہوں نے دارالعلوم سے سوال کیا کہ آپ ایک شخص کی تعریف کیسے کر سکتے ہیں جس پر بدعنوانیوں کے الزامات ہیں؟ جس کی سابقہ اہلیہ (سمعیہ بنت مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) نے ان کی اخلاقی کمزوریوں کا

راز فاش کر دیا ہے، جو اپنی بیگم کی بچیوں سے خراب رشتے میں پکڑا گیا ہے، جس پر مولانا ابوبکر غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے دو ماہی زم زم کے ادارہ میں اپنے ساتھ ہوئی مالی خورد برد کا انکشاف کیا ہے، جس پر سعودیہ وغیرہ میں غیر قانونی چندہ خوری کا الزام ہے، مرحوم نے دارالعلوم کو وہ سارے کاغذات بھی ارسال کیے جن سے مولانا گھمن صاحب کی شخصیت مجروح ثابت ہو رہی تھی، مرحوم کے اس خط نے دارالعلوم کو متنبہ کر دیا، دارالعلوم کی طرف سے مولانا کے نام ایک خط جاری ہوا، جس میں ایشیا کی عظیم ترین درس گاہ نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور صاف اعلان کیا کہ مولانا گھمن سے متعلق پرانی تحریر عاجلانہ قدم تھا“

(تذکرہ شیخ اکل مولانا سلیم اللہ خان، صفحہ ۳۰۱، مطبوعہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی۔ مرتب مفتی صابر محمود دیوبندی، فاضل جامعہ فاروقیہ، کراچی)

مولوی فضیل احمد ناصری دیوبندی کی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی: ۱۔ بدعنوان ہے۔

۲۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی سابقہ اہلیہ نے اس کی اخلاقی کمزوریوں کا راز فاش کر دیا ہے، کیونکہ یہ اپنی بیگم کی بچیوں سے خراب رشتے میں پکڑا گیا ہے۔ ۳۔ اس نے سعودیہ میں غیر قانونی چندہ خوری کی ہے۔

۴۔ اس کی شخصیت مجروح ہے، جس کے ثبوت مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی نے ”دارالعلوم دیوبند“ کو بھیجے۔

۵۔ ”دارالعلوم دیوبند“ نے مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی کے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف بھیجے گئے ثبوتوں کو تسلیم کیا اور مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں اپنے تائیدی فتوے سے رجوع کیا۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی (دیوبندی تنظیم ”سپاہ صحابہ“ موجودہ نام ”اہلسنت والجماعت“ کے موجودہ سربراہ، چیئرمین سنی علما کونسل اور مہتمم جامعہ

فاروقیہ، کمالیہ) مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی کی نظر میں:  
۳۔ مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے متعلق اپنے  
لیٹر پیڈ پر لکھا ہے کہ:

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: مولوی الیاس گھمن کے بارے میں شیخ الحدیث  
حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم کی تحریر اور وفاق المدارس کے ماہنامہ میں  
جو تحریر شائع ہوئی ہے اس کی تائید کرتا ہوں، میری جماعت پہلے سے ہی مولوی الیاس گھمن  
سے لاتعلقی کا اعلان کر چکی ہے اور جماعتی فیصلہ کے مطابق ہمارے اسٹیج پر گھمن صاحب نہیں  
آئیں گے۔ محمد احمد لدھیانوی، ۱۶ رمضان المبارک، ۱۴۳۷ھ“

مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی کی اس تحریر کا عکس کتاب میں شائع کیا جائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## توہین رسالت کا آغاز کب سے؟

سب سے پہلے توہین رسالت کا ارتکاب شیطان لعین ابلیس نے کیا۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ  
نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنایا اور سارے فرشتوں کو آپ کا سجدہ کرنے کا حکم دیا، تو سوائے  
ابلیس کے سارے فرشتے سجدے میں گر گئے۔ جب ابلیس سے پوچھا:

اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا؟

تو بولا: مجھے زیبائیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بھتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے  
تھی۔ (سورۃ الحجرات، آیت ۳۲-۳۳)

دوسرے مقام پر اس کا ذکر یوں فرمایا:

بولا: میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے۔ (سورۃ الاعراف، آیت: ۱۲)

سب سے پہلے نبی کو ازراہ توہین بشر اور اپنے آپ کو نبی سے بہتر کہہ کر توہین رسالت کا ارتکاب  
کرنے والا ابلیس ہے۔

## اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جھوٹ بولا ہے: ساجد خان دیوبندی کا کفریہ عقیدہ

(ساجد خان دیوبندی اپنے بقول ایسا کافر، مرتد اور ملعون ہے کہ جو اس کے کفر و ارتداد میں شک کرے وہ بھی کافر ہے)

تحریر: میثم عباس قادری رضوی

اللہ تعالیٰ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں فرماتا ہے:  
مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا (النساء: ۸۷)۔  
ترجمہ کنزالایمان: ”اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی“۔

ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ اسی آیت کے مطابق ہے کہ اللہ کریم سے سچا کوئی نہیں۔ لیکن اس کے برعکس دیوبندی فرقہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے، نہ صرف بول سکتا ہے بلکہ بول چکا ہے۔ دیوبندی عقیدہ امکانِ کذبِ باری تعالیٰ (یعنی اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے) کا اقرار کرتے ہیں، لیکن عام طور پر لقیہ کرتے ہوئے عقیدہ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ (یعنی اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا ہے یا بولے گا) کا انکار کر دیتے ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی عقیدہ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ کے بھی قائل ہیں۔ اس کی وضاحت کے لیے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجددِ دین و ملت مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خاں قادری برکاتی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے قصیدہ مبارکہ ”الاستمداد علی اجیال الارتداد“ کی حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی تحریر فرمودہ لا جواب شرح بنام ”کشف ضلال دیوبند“ (صفحہ ۱۲۵ اور صفحہ ۹۱ تا ۹۴، مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی۔ ایضاً صفحہ ۵۹، ۶۰۔ ایضاً صفحہ ۳۷ تا ۴۱، ۱۷۷، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بازار داتا صاحب، لاہور۔ ایضاً، صفحہ ۴۵، ۴۶ اور ۶۵ تا ۶۹، مطبوعہ مدرسہ قادریہ، ۵۷/۵۷ ڈوٹناڈ اسٹریٹ،

مقابلہ رضا اکیڈمی، بمبئی) اور حضرت شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند مولانا شریف الحق امجدی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی لاجواب کتاب ”سنی دیوبندی اختلافات کا مُصَفّٰہ جائزہ“، (صفحہ ۱۳۱ تا ۱۵۱، مطبوعہ، دائرۃ البرکات، کریم الدین پور، گھوسی، منو، ہندوستان) ملاحظہ کریں۔ اس کتاب کو ماضی قریب میں ”فرید بک سٹال، ۳۸۔ اُردو بازار، لاہور، پاکستان نے کتاب ”تحقیقات“ کے ساتھ شائع کر دیا ہے۔ فتویٰ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ کے متعلق بحث اس ایڈیشن کے صفحہ ۳۲۸ تا ۳۶۷ پر ملاحظہ کریں۔

دیوبندی عقیدہ امکانِ کذبِ باری تعالیٰ کو دُرست ثابت کرنے کے لیے ساجد خان دیوبندی نے اپنی کتاب ”دفاعِ گستاخانِ دیوبند“ بغلط مُسمّی ”دفاعِ اہلِ السُّنَّة والْجَمَاعَة“ میں کذب/جھوٹ کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے:

”جھوٹ یا کذب کیا ہے؟ کذب بولتے ہیں خلافِ واقع کو“

(دفاعِ اہلِ السُّنَّة والْجَمَاعَة، جلد ۱، صفحہ ۲۹، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔ طبع اوّل)

اسی کتاب میں ایک اور مقام پر جھوٹ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

”کذب بولتے ہیں واقعہ کے خلاف بات کرنے کو“

(دفاعِ اہلِ السُّنَّة والْجَمَاعَة، جلد ۱، صفحہ ۳۳۵، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔ طبع اوّل)

ان دونوں اقتباسات سے معلوم ہوا کہ خلافِ واقعہ بات کو جھوٹ، کذب کہتے ہیں۔ اس وضاحت کو ذہن میں رکھتے ہوئے آگے بڑھیے۔ اور آئندہ سطور میں ملاحظہ کیجیے کہ اسی ساجد خان دیوبندی نے اپنی اسی مذکورہ کتاب میں وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ کو اپنے تئیں قرآنِ پاک سے ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے:

”اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کا انکار فرمایا کہ ”یقیناً وہ تیرے گھر سے نہیں ہے“۔ حالانکہ وہ ان کا بیٹا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وہ تیرے گھر سے نہیں ہے“۔ تو ظاہراً اللہ تعالیٰ کی بات خلافِ واقعہ ہوئی،

یعنی واقعہ کے مطابق یہ ہے کہ: ”إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي“۔ ”میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے“۔ اور واقعہ کے خلاف یہ ہے کہ ”إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ“۔ ”یقیناً وہ تیرے گھر سے نہیں ہے“۔ گو اللہ تعالیٰ نے بد اعمالی یا کفر کی وجہ سے یہ فرمایا کہ وہ تیرے گھر سے نہیں ہے، لیکن بات تو واقعہ کے خلاف ہے۔“

(دِفَاعُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، ۱، صفحہ ۳۲، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔ طبع اول)

اس اقتباس میں ساجد خان دیوبندی نے قرآن پاک کی آیت مبارکہ کو نقل کر کے اس سے یہ کفریہ استدلال کیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے خلاف واقعہ بات کہی ہے یعنی اس کی بیان کردہ تعریف کے مطابق اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بول دیا ہے۔ (نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَلِكَ)

قارئین نے دیکھ لیا کہ دیوبندی، فقط عقیدہ امکانِ کذبِ باری تعالیٰ (یعنی اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے) تک محدود نہیں بلکہ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ (اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے) کے بھی قائل ہیں۔

ساجد خان دیوبندی کا یہ عقیدہ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ (یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جھوٹ بولا ہے) خود مولوی ساجد خان دیوبندی کی اسی کتاب ”دِفَاعُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ“ کے مطابق ایسا کفر ہے کہ جو ایسے کفر کے مرتکب شخص کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ ساجد خان دیوبندی نے خود لکھا ہے کہ:

”بِفَضْلِهِ تَعَالٰی ہم اور ہمارے اکابر اس شخص کو کافر و ملعون سمجھتے ہیں جو خداوند تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے، بلکہ جو بد نصیب اس کے کفر میں شک کرے، ہم اس کو خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔“

(دِفَاعُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، جلد ۱، صفحہ ۲۶۸ و ۲۶۹، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔ طبع اول)

اسی کتاب میں ساجد خان دیوبندی نے اپنے شکست خوردہ مناظر مولوی منظور نعمانی

دیوبندی کی تحریر بھی نقل کی ہے، جس میں وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ کے قائل کو کافر، مرتد، ملعون قرار دیا گیا ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو:

”بِفَضْلِهِ تَعَالٰی ہمارے اکابر اُس شخص کو کافر، مرتد، ملعون سمجھتے ہیں جو خداوند تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے اور اس سے بالفعل صدورِ کذب کا قائل ہو، بلکہ جو بد نصیب اس کے کفر میں شک کرے ہم اس کو بھی خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔“

(دفاعِ اہلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، جلد ۱، صفحہ ۳۵۶، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔ طبعِ اوّل)

پیش کیے گئے مذکورہ بالا دونوں اقتباسات سے معلوم ہوا کہ دوزبانیں رکھنے والا ساجد خان دیوبندی بقولِ خود ایسا کافر، مرتد اور ملعون ہے کہ جو اس کے کفر و ارتداد اور ملعون ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ اسے کہتے ہیں رب کی مار، جب یہ مار پڑتی ہے تو عقلِ سلیم کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔

نوٹ: مولوی منظور نعمانی دیوبندی کا جو اقتباس اُوپر پیش کیا گیا ہے وہ ساجد خان دیوبندی کا مصدقہ ہے، لہذا اُس کی ذمہ داری بھی اسی پر ہے۔ کیونکہ مولوی ابویوب دیوبندی نے مؤلف ”سفید و سیاہ“ کی طرف سے ”سُنی تحریک“ کے شائع کردہ پوسٹر اور پروفیسر مسعود احمد، کراچی کی ”سفید و سیاہ“ کتاب پر لکھی گئی تقریظ کو کتاب ”سفید و سیاہ“ میں شامل کرنے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”چونکہ یہ پوسٹر اور تقریظ اوکاڑوی صاحب کی مصدقہ ہیں، اس لیے اس کی پوری پوری ذمہ داری اوکاڑوی صاحب پر بھی ہے۔“

(سفید و سیاہ پر ایک نظر، صفحہ ۳۴، ۳۵، مطبوعہ عالمی مجلس تحفظِ اکابرِ دیوبند)

مولوی ابویوب دیوبندی کے بیان کردہ اس اُصول کے مطابق یہ کہنا بالکل درست ہے کہ ساجد خان دیوبندی اپنی مصدقہ تحریر کی روشنی میں کافر، مرتد اور ملعون ہے۔

ساجد خان دیوبندی کافر اور ملعون ہے: دارالعلوم دیوبند کے مولوی نظام الدین امر وہوی دیوبندی کا فیصلہ

☆ شعبہ مناظرہ دارالعلوم دیوبند کے ناظم مولوی نظام الدین امر وہوی دیوبندی نے بھی لکھا ہے کہ:

”بالکل صاف اور واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے والا کافر اور ملعون ہے، وہ ہرگز مؤمن نہیں ہو سکتا۔“

(جواب حاضر ہے، صفحہ ۱۸، ناشر مکتبہ دارالعلوم دیوبند)

نوٹ: یہ کتاب مفتی ابوالقاسم دیوبندی (مہتمم دارالعلوم دیوبند)۔ مولوی ریاست علی بجنوری دیوبندی (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند) اور مولوی عبدالحق سنبھلی دیوبندی (نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند) کی مصدقہ ہے۔ آئے روز اہل سنت پر یکواں کرنے والا ”ساجد خان دیوبندی“ اپنی کتاب ”دِفَاعِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ“ اور مولوی نظام الدین امر وہوی دیوبندی کی کتاب ”جواب حاضر ہے“ کے مطابق کافر، مرتد اور ملعون قرار پا کر دیگر دیابنہ کے لیے نشانِ عبرت بن گیا۔

دیوبندی مزعومہ شیخ الاسلام شبیر عثمانی دیوبندی نے ساجد خان دیوبندی کے استدلال کو باطل قرار دے دیا:

قرآن پاک کی جس آیت کریمہ سے اللہ کریم کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے ساجد خان دیوبندی نے باطل استدلال کیا ہے، اس کی تفسیر دیوبندی مذہب میں ”شیخ الاسلام“ سمجھے جانے والے مولوی شبیر عثمانی نے ان الفاظ میں کی ہے:

”نوح علیہ السلام نے یہ کس وقت عرض کیا، کنعان کے غرق ہونے سے پہلے یا غرق ہونے کے بعد، دونوں احتمال ہیں۔ نیز کنعان کو اُس کی منافقانہ اوضاع و اطوار دیکھ کر غلط فہمی سے مؤمن سمجھ رہے تھے یا کافر سمجھتے ہوئے بارگاہ

رَبُّ الْعِزَّتِ میں یہ گزارش کی۔ دونوں باتوں کا امکان ہے۔ اگر مومن سمجھ کر غرقابی سے پہلے عرض کیا تھا تو مقصود اپنی اضطرابی کیفیت کا اظہار اور خدا سے کہہ کر اُس کے بچاؤ کا انتظام کرنا تھا۔ اور اگر غرقابی کے بعد یہ گفتگو ہوئی تو محض معاملہ کی اصل حقیقت معلوم کرنے کی غرض سے اپنا خلجان یا اشکال پیش کیا۔ یعنی خداوند! تُو نے میرے گھر والوں کو بچانے کا وعدہ کیا تھا۔ اور کنعان مومن ہونے کی وجہ سے اَلَا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ کے استثناء میں بظاہر داخل نہیں۔ پھر اُس کی غرقابی کا راز کیا ہے؟ بلاشبہ آپ کا وعدہ سچا ہے۔ کسی کو یہ خیال نہیں گذر سکتا کہ معاذ اللہ وعدہ خلافی کی ہو۔ آپ احکم الحاکمین اور شہنشاہ مطلق ہیں۔ سمجھ میں آئے یہ نہ آئے، کسی کو حق نہیں کہ آپ کے فیصلہ کے سامنے دم مار سکے، یا آپ کو وعدہ خلافی پر مجبور کر دے، نہ کسی کا یہ منصب ہے کہ آپ کے حکم ناطق کے متعلق کسی قسم کی نکتہ چینی کر سکے۔ فقط قلبی اطمینان کے لیے بطریق استعمال و استفسار اس واقعہ کا راز معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ جواب ملا یہ اُن گھر والوں میں سے نہیں جن کے بچانے کا وعدہ تھا۔ بلکہ اَلَا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ میں شامل ہے۔ کیونکہ اُس کے عمل خراب ہیں۔ تم کو اُس کے کفر و شرک کی خبر نہیں۔ مقام تعجب ہے کہ پیغمبرانہ فراست کی روشنی میں صریح آثارِ کفر کے باوجود ایک کافر کا حال مشتبہ رہے۔ جس شخص کا واقعی حال تمہیں معلوم نہیں اُس کے بارہ میں ہم سے ایسی نامناسب رعایت یا اس طرح کی کیفیت مت طلب کرو۔ مقررین کو لائق نہیں کہ وہ بے سوچے سمجھے، ادب ناشناس جاہلوں کی سی باتیں کرنے لگیں۔ آیت کی یہ تقریر اُس صورت میں ہے کہ نوح علیہ السلام، کنعان کو مومن سمجھتے ہوں اور اگر کافر سمجھتے تھے تو شاید اس درخواست یا

سوال کا منشاء یہ ہو کہ ”انجاء“ کے ذکر میں ”اہل“ کو چونکہ عام مؤمنین سے الگ کر کے بیان فرمایا تھا، اس سے نوح علیہ السلام نے یہ خیال کیا کہ میرے ”اہل“ کو اس دُنیوی عذاب سے محفوظ رکھنے کے لئے ایمان شرط نہیں اور اَلَا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ جُمْل تھا۔ اس لئے اُس کے مصداق کی تعیین نہیں کر سکے۔ بناءً علیہ شفقتِ پدری کے جوش میں عرض کیا کہ الہ العالمین! میرا بیٹا یقیناً میرے اہل میں داخل ہے، جس کے بچانے کا آپ وعدہ فرما چکے ہیں۔ پھر یہ کیوں غرق کیا جا رہا ہے یا غرق کر دیا گیا۔ جواب ملا کہ تمہارا پہلا ہی مقدمہ (اَنَّ ابْنِي مِنْ اَهْلِي) غلط ہے۔ جس ”اہل“ کے بچانے کا وعدہ تھا اُس میں یہ داخل نہیں، کیونکہ اس کے کروت بہت خراب ہیں۔ نیز اَلَا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ کے مصداق کا تم کو کچھ علم نہیں کہ وہ کون لوگ ہیں، پھر جس چیز کا علم تم نہیں رکھتے، اُس کی نسبت ایسے محتاجہ کے رنگ میں سوال یا درخواست کرنا تمہارے لئے زیبا نہیں۔

(تفسیر عثمانی، تفسیر سورہ ہود، زیرِ آیت: ۴۶)

مولوی شبیر عثمانی دیوبندی نے ساجد خان دیوبندی کے استدلال کو اس طرح رد کر دیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو وعدہ خلاف، جھوٹا نہیں سمجھا۔ بلکہ بطریق استفسار، اللہ کریم سے بیٹے کے عذاب میں مبتلا ہونے کا راز معلوم کرنا چاہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے جن ”اہل“ کو بچانے کا وعدہ فرمایا تھا، ان میں آپ کا بیٹا شامل نہیں تھا۔ لہذا اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے اللہ کریم کو جھوٹا، وعدہ خلاف کہنا باطل ہے۔ ساجد خان دیوبندی نے یہ استدلال اپنے اکابر میں شامل ایک دیوبندی مولوی سے لیا ہے، اُس دیوبندی مولوی نے حضرت نوح علیہ السلام سے اللہ کریم کے ہونے والے مکالمے سے استدلال کرتے ہوئے اللہ کریم کو وعدہ خلاف، دروغ گو کہا ہے۔ اس کی

تفصیل مناسب وقت پر پیش کر دی جائے گی۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

ضروری نوٹ: مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کے منقولہ بالا اقتباس میں حضرت نوح علیہ السلام کے لیے لکھے گئے یہ الفاظ: ”مقربین کو لائق نہیں کہ وہ بے سوچے سمجھے، ادب ناشناس جاہلوں کی سی باتیں کرنے لگیں“ ہر گز شان رسالت کے لائق نہیں۔ اللہ کے رسول کی شان میں ایسی جسارت دیوبندیوں کا آبائی وطیرہ ہے۔

ضروری نوٹ: ساجد خان دیوبندی کی کتاب ”دِفَاعِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ“ پر مزید تبصرہ راقم کی کتاب میں ملاحظہ کیجیے گا، جس میں اس مکار کے دجل و فریب کو واضح کیا جائے گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

کَلْبِ رضا ہے خجرِ خُونخوار برق بار

اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

☆☆☆☆☆☆☆☆

## گستاخ رسول ﷺ کو پھانسی کی سزا

ابراہیم بہت سے علوم میں مہارت رکھنے والا شاعر تھا اور قاضی ابوالعباس طالب کی مجالس مناظرہ میں اکثر حاضر ہوا کرتا۔ اس پر یہ الزام عائد ہوا کہ اس نے اپنے بہت سے اشعار میں اللہ تبارک و تعالیٰ، انبیاء علیہم السلام، اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ اسے قاضی یحییٰ بن عمر کی عدالت میں پیش کیا گیا، اس وقت عدالت میں دوسرے بہت سے فقہاء موجود تھے۔ قاضی نے اس کی پھانسی اور قتل کا حکم دیا، چنانچہ اس کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ بعض نے لکھا کہ جب سولی پر لٹکا دیا گیا تو وہ لکڑی خود بخود چکر کھانے لگی۔ جب اس کا چہرہ قبلہ کی طرف سے پھر گیا تو لکڑی ٹھہر گئی۔ لوگوں نے اس واقعہ کو اللہ عز و جل کی نشانی سمجھ کر بلند آواز سے تکبیر کہی۔ اس کے بعد ایک کتا آیا اور ابراہیم کا خون پی گیا۔

یحییٰ بن عمر نے کہا کہ آپ ﷺ نے صحیح ارشاد فرمایا کہ کتا مسلمان کا خون نہیں پیتا۔

# دیوبندی خود بدلتے نہیں، کتابوں کو بدل دیتے ہیں (قسط نمبر ۱۳)

میشم عباس قادری رضوی

## دیوبندی تحریف نمبر: ۳۶

”سیرتِ حلبیہ“ کے اردو ترجمہ میں مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کے پڑپوتے مولوی اسلم قاسمی دیوبندی کی شرمناک تحریف:

”سیرتِ حلبیہ“ جلد اول میں ”باب بمسمیتہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُحَمَّدًا وَاٰحَمَدًا“ کے آخر میں میلاد النبی کے متعلق عربی اقتباس کا مولوی اسلم قاسمی دیوبندی نے مکمل اردو ترجمہ کرنے کی بجائے اس کی صرف ابتدائی دوسطروں کا اردو ترجمہ کیا ہے، وہ بھی محض اس لیے کہ ان سطور میں قیام میلادِ مروجہ کو اپنی اصل کے لحاظ سے بدعت کہا گیا ہے، ذیل میں مولوی اسلم قاسمی دیوبندی کا کیا گیانا مکمل اور تحریف شدہ اردو ترجمہ ملاحظہ کریں:

”لوگوں میں یہ عادت پھیل گئی ہے کہ جب آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادتِ مبارکہ کا حال سنتے ہیں تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ قیام یعنی کھڑا ہونا بالکل ایک بدعت ہے جس کی (شریعت میں) کوئی اصل نہیں ہے۔“

(سیرتِ حلبیہ، جلد اول، نصف اول، صفحہ ۲۷۰، مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ،

کراچی۔ مترجم: مولوی اسلم قاسمی دیوبندی، فاضل دیوبند)

دیوبندی مترجم نے اس کے متصل باقی عربی اقتباس کا اردو ترجمہ اس لیے نہیں کیا

کیونکہ اس میں حضرت علامہ حلّی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے قیامِ میلاد کو بدعت، لیکن دیوبندیوں کی طرح فتیح بدعت نہیں بلکہ بدعتِ حسنہ یعنی اچھی بدعت قرار دیا ہے، جلیل القدر علمائے اسلام امام تقی الدین سبکی مصری، امام ابن حجر عسقلانی، امام ابوشامہ شیخ امام نووی، امام سخاوی، امام ابن جوزی، اور امام سیوطی سے قیامِ میلاد و محفلِ میلاد کا جواز بیان کیا ہے، میلاد شریف منانے کو خیر و برکت کا سبب قرار دیا ہے اور بدعتِ حسنہ کے متعلق اہل سنت و جماعت کے موقف کی بھرپور تائید کی ہے جو دیوبندی مترجم سے برداشت نہ ہو سکی۔

ذیل میں ”سیرتِ حلبیہ“ سے میلاد شریف کے جواز پر مشتمل مکمل عربی اقتباس اور پھر اُس کا اردو ترجمہ ملاحظہ کریں تاکہ میلاد شریف کے متعلق حضرت علامہ حلّی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا مکمل موقف اور مولوی اسلم قاسمی دیوبندی کی بددیانتی اور شرمناک خیانت روزِ روشن کی طرح قارئین پر واضح ہو جائے۔:

”وَمِنَ الْفَوَائِدِ أَنَّهُ جَرَتْ عَادَةٌ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ إِذَا سَمِعُوا بِذِكْرِ وَضْعِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَقُومُوا تَعْظِيمًا لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهَذَا الْقِيَامُ بَدْعَةٌ لَا أَصْلَ لَهَا أَيْ لَكِنْ هِيَ بَدْعَةٌ حَسَنَةٌ، لِأَنَّهُ لَيْسَ كُلُّ بَدْعَةٍ مَذْمُومَةٌ. وَقَدْ قَالَ سَيِّدُنَا عَمْرٌ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي اجْتِمَاعِ النَّاسِ لَصَلَاةِ التَّرَاوِيحِ: نَعِمَتِ الْبَدْعَةُ. وَقَدْ قَالَ الْعَزْزِيُّ عَبْدُ السَّلَامِ إِنَّ الْبَدْعَةَ تَعْتَرِيهَا الْأَحْكَامُ الْخَمْسَةُ، وَذَكَرَ مِنْ أَمْثَلِهَا كُلِّ مَا يَطُولُ ذِكْرُهُ. وَلَا يَنَافِي ذَلِكَ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”إِيَّاكُمْ وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ“ وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا أَيْ شَرَعْنَا - مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ عَلَيْهِ“ لِأَنَّ هَذَا عَامٌّ أَرِيدَ بِهِ خَاصٌّ. فَقَدْ قَالَ إِمَامُنَا الشَّافِعِيُّ قُدَّسَ اللَّهُ سِرُّهُ بِمَا أَحْدَثَ وَخَالَفَ كِتَابًا أَوْ سُنَّةً أَوْ أَجْمَاعًا أَوْ أَثَرًا فَهُوَ الْبَدْعَةُ الضَّلَالَةُ، وَمَا أَحْدَثَ مِنَ الْخَيْرِ وَلَمْ يَخَالَفْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَهُوَ الْبَدْعَةُ الْمَحْمُودَةُ. وَقَدْ وَجَدَ الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ اسْمِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَالَمِ الْأُمَّةِ وَمُقْتَدَى الْأُتَمَّةِ دِينًا وَ

ورعاً الامام تقى الدين السبكي، وتابعه على ذلك مشائخ الاسلام في عصره، فقد حكي بعضهم أن الامام السبكي اجتمع عنده جمع كثير من علماء عصره فأنشد منشداً قول الصرصري في مدحه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

قليل لمدح المصطفى الخط بالذهب

على ورق من خط أحسن من كتب

وان تنهض الأشراف عند سماعه

قياماً صفوفاً أوجشياً على الركب

فعند ذلك قام الامام السبكي رحمه الله وجميع من في المجلس،

فحصل أنس كبير بذلك المجلس، ويكفي مثل ذلك في الاقتداء.

وقد قال ابن حجر الهيتمي والحاصل أن البدعة الحسنة متفق على

ندبها، وعمل المولد واجتماع الناس له كذلك أى بدعة حسنة، ومن ثم

قال الامام أبوشامة شيخ الامام نووي ومن أحسن ما ابتدع في زماننا ما يفعل

كل عام في اليوم الموافق ليوم مولده صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من الصدقات

والمعروفات وازهار الزينة والسرور، فان ذلك مع مافيه من الاحسان

للفقراء مشعر بمحبته صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وتعظيمه في قلب فاعل ذلك،

وشكر الله على ما من به من ايجاد رسوله الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أرسله

رحمة للعالمين، هذا كلامه.

قال السخاوي لم يفعله أحد من السلف في القرون الثلاثة، وانما حدث

بعد، ثم لازال أهل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الكبار يعملون المولد،

ويتصدقون في ليله بأنواع الصدقات، ويعتنون بقراءة مولده الكريم، و

يظهر عليهم من بر كاته كل فضل عظيم -

قال ابن الجوزي من خواصه أنه أمان في ذلك العام، وبشرى عاجلة

بنیل البغیة والمرام۔ وأول من أحدثه من الملوك صاحب أربل وصنف له ابن دحية كتاباً في المولد سماه ”التنوير بمولد البشير النذير“ فأجازه بألف دينار، وقد استخرج له الحافظ ابن حجر أصلاً من السنة، وكذا الحافظ السيوطي، ورداً على الفاكهاني المالكي في قوله: ”ان عمل المولد بدعة مذمومة“۔

(السيرة الحلبية وهو الكتاب المسمى انسان العيون في سيرة الامين والمامون، باب تسميته صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ محمداً واحمداً، صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴، مطبوعہ دار الكتب العلمية، بیروت) اب ذیل میں ”سیرت حلبیہ“ سے میلاد شریف کے بیان پر مشتمل مذکورہ بالا عربی اقتباس کا اردو ترجمہ ملاحظہ کیجیے۔ جس میں حضرت علامہ حلبی، منکرین میلاد کے ولوں کو زخمی کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ جس وقت اس عالم میں آنحضرت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْهِ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری کا ذکر سنتے ہیں تو تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور یہ قیام (اگرچہ) بدعت ہے، جس کی کوئی اصل نہیں، لیکن یہ بدعت حسنہ ہے کیوں کہ ہر بدعت مذمومہ اور بُری نہیں ہوتی، حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے نماز تراویح کے لئے لوگوں کا جمع ہونا دیکھ کر فرمایا: کتنی اچھی بدعت ہے۔ علامہ عز بن عبدالسلام رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ بدعت کو (اس کی اقسام کے اعتبار سے) پانچوں احکام لاحق ہوتے ہیں اور انہوں نے ہر حکم کی مثالیں بھی بیان فرمائی ہیں جس کا ذکر طویل ہے۔ اور یہ آنحضرت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْهِ وَسَلَّمَ کے ان فرامین: ”نئی نکالی ہوئی چیزوں سے بچتے رہو، پس بیشک ہر بدعت گمراہی ہے“ اور ”جس نے ہمارے امر یعنی شریعت میں نئی بات نکالی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ اس پر مردود ہے“ کے منافی نہیں کیونکہ یہ لفظ عام اور اس کی

مراد خاص ہے۔ ہمارے امام محمد بن ادریس شافعی قدس سرہ نے فرمایا: ”جس نے کوئی نئی بات نکالی اور قرآن، سنت، اجماع یا اثر کی مخالفت کی تو وہ بدعتِ ضلالہ ہے اور جو اچھی چیز نکالی اور ان میں سے کسی کی مخالفت نہ کی تو وہ بدعتِ محمودہ ہے“۔ اور آنحضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اسمِ مبارک کے ذکر پر اُمتِ اسلامیہ کے عالم اور دین و ورع (پرہیزگاری) میں ائمہ کے مقتدی، امام تقی الدین سبکی مصری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۱۰۱۶ھ) کا قیام دیکھا گیا ہے اور ان کے زمانے کے مشائخ اسلام نے ان کے اس عمل کی پیروی کی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں میں سے بعضوں نے حکایت کی ہے کہ (ایک مرتبہ) امام سبکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے سامنے ان کے عہد کے علماء کی ایک بڑی جماعت تھی کہ کسی نے (ابو زکریا یحییٰ بن یوسف) صُرُصُری (بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ - متوفی ۶۱۶ھ) کا قصیدہ در مدح خیر البریہ پڑھا۔

”جناب محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدح کے لیے یہ بہت ادنیٰ سی بات ہے کہ اس کو چاندی کی تختی پر آبِ زر سے بہت ہی اچھے خوشنویس سے لکھوایا جائے۔ اور (ضروری ہے) کہ شرفاً (آپ کی مدح) سُن کر صفوں میں کھڑے ہو جائیں یا (اگر سوار ہوں تو) سوار یوں پر گھٹنوں کے بل ہو جائیں“۔

یہ سنتے ہی امام سبکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور سب اہلِ مجلس کھڑے ہو گئے۔ تو اس مجلس سے بڑی اُتْسِیت حاصل ہوئی اور پیروی کے لیے اس جیسا واقعہ کافی ہے۔ ابن حجرِ عسقلانی نے کہا ہے:

”خلاصہ یہ کہ بدعتِ حسنہ کا مستحب ہونا متفق علیہ ہے، اور مولد شریف

منانا اور اس کے لیے لوگوں کا جمع ہونا ایسا ہی ہے یعنی بدعتِ حسّہ۔“

اس وجہ سے امام ابو شامہ شیخ امام نووی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا:

”ہمارے زمانے میں ایجاد ہونے والی اچھی چیزوں میں وہ ہے جو ہر سال آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یومِ ولادت کے موافق دن کو صدقات و خیرات نیز زینت اور سرور کا اظہار کیا جاتا ہے، پس بیشک اس میں فقر کے لئے بھلائی پائی جانے کے ساتھ یہ عمل اپنے کرنے والے کے دل میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت اور تعظیم ہونے کی بھی خبر دیتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جو اس نے اپنے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تخلیق فرما کر احسان کیا، جنہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔“ یہ امام نووی کا کلام ہے۔

امام سخاوی نے کہا ہے:

”قرونِ ثلاثہ میں اسلاف میں سے کسی نے یہ عمل نہیں کیا بلکہ یہ اس کے بعد ایجاد ہوا، تمام اطراف و اقطار اور بڑے بڑے شہروں میں سے اہل اسلام میلاد کرتے، اس کی رات میں قسم قسم کے صدقات کرتے اور مولود شریف پڑھنے کا اہتمام کرتے رہے ہیں اور اس کی برکتوں سے ان پر ہر فصلِ عمیم ظاہر ہوتا ہے۔“ ابن جوزی کہتے ہیں:

”محفلِ میلاد کے خواص میں سے ہے کہ یہ مبارک عمل اس سال بھر میں امان اور مقصد و مراد کے جلد حصول کی بشارت ہے۔ بادشاہوں میں سے سب سے پہلے محفلِ میلاد کرنے والے شاہِ اربل ہیں، ابن دحیہ نے ان کے لئے میلاد شریف کے موضوع پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ”التنویر بمولد البشیر النذیر“ رکھا تو شاہِ اربل نے انہیں ایک ہزار دینار ہدیہ پیش کیا۔“



## ساجد خان دیوبندی اور مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی باہم دست و گریباں ہو گئے

میثم عباس قادری رضوی

مؤرخہ ۳ ستمبر ۲۰۱۸ء کو ساجد خان دیوبندی نے مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے خلاف ایک تحریر لکھ کر اپنے فیس بک اکاؤنٹ سے شائع کی، راقم نے جب اس تحریر کے سکریں شاٹ اپنے فیس بک اکاؤنٹ سے شائع کیے، تو اس کے کچھ دیر بعد ساجد خان دیوبندی نے اپنی یہ تحریر اپنے فیس بک اکاؤنٹ سے ڈیلیٹ کر دی۔

ضروری نوٹ: ساجد خان دیوبندی کی اس تحریر میں کتابت کی اغلاط موجود ہیں، تصحیح نقل کا التزام رکھتے ہوئے ان کو بمطابق اصل جوں کا توں نقل کیا گیا ہے، دو مقامات پر اغلاط کتابت کی تصحیح ڈبل قوسین (()) میں کی گئی ہے، تاکہ اصل تحریر سے امتیاز رہے۔ ساجد خان دیوبندی کی تحریر کے آخر میں ایک مقام پر قوسین میں مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے بارے میں یہ الفاظ ”جس کا حال مجھ سے مخفی نہیں“ لکھے ہیں، یہ الفاظ بھی ساجد خان دیوبندی کے ہی تحریر کردہ ہیں۔

نیز ساجد خان دیوبندی نے اپنی اس تحریر میں مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کا نام واضح طور پر لکھنے کی بجائے گھونگھٹ میں رکھنے کی کوشش کی ہے، راقم نے اصل تحریر سے امتیاز رکھتے ہوئے، ڈبل قوسین میں مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کا نام لکھ کر وہ گھونگھٹ اٹھا دیا ہے۔ تاکہ سب پر مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کا مکروہ چہرہ اچھی طرح واضح ہو جائے۔ اب ذیل میں ساجد خان دیوبندی کی تحریر ملاحظہ کریں:

”کتاب ”دفاع اہل السنۃ والجماعۃ“ کے بارے میں پھیلائی جانے والی ایک

غلط فہمی کا ازالہ:

ہمارے ایک محترم حضرت مولانا صاحب الدین صاحب جبوی زید مجدہ نے ایک دفعہ واقعہ سنایا کہ شیطان ایک دفعہ گٹھریاں بنارہا تھا، کسی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو کہا کہ حسد کی گٹھریاں تیار کر رہا ہوں، کسی نے سوال کیا: تو اس کا خریدار کون ہوگا؟ تو کہا علما۔

ہمارے ایک سابقہ کرم فرما ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) آج کل ہمارے متعلق اس گٹھری کے سب سے بڑے خریدار بنے ہوئے ہیں، مختلف احباب کے سامنے جس طرح کے خیالات ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) راقم کے متعلق عرض کرتے ہیں اور مجھ تک پہنچتے ہیں، بندہ مسلک کی بدنامی کی غرض سے زبان بند کیے ہوئے ہے ورنہ۔۔۔۔۔ بہر حال، خیر چھوڑیں، ہوا کچھ یوں کہ انہی کرم فرما ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) نے حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کی کتب سے مواد سرقت کر کے ایک کتاب تیار کی، جسے انتہائی ڈھٹائی سے اپنے نام کے ساتھ شائع کیا، موصوف کی یہ کتاب کچھ اضافہ جات کے ساتھ نیٹ پر پی ڈی ایف کی صورت میں آئی، مگر شہرت کے جنون کی حد تک طالب ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) کا نام ان پر نہ تھا، جس کے بعد موصوف ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) نے اپنے ناشر کے ذریعہ ہم سے رابطہ کیا کہ یہ کتاب تو ہم نے پانچ سو کی تعداد میں چھاپ دی اور چھپتے ہی نیٹ پر آگئی، تو کیسے آئی؟ اور اب یہ کتاب پکے گی کیسے؟ جس پر بندہ نے کہا کہ میری تو تقریباً تمام ہی کتب پی ڈی ایف میں موجود ہے، اور الحمد للہ یک بھی رہی ہیں، کتاب بیچنا آپ کا کام ہے میرا مسئلہ نہیں، البتہ کتاب میری طرف سے آپ لوڈ نہیں ہوئی، آپ معلوم کر لیں جس سے نے اپ لوڈ کی۔ البتہ موصوف ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) کی کتاب میں کچھ اضافہ جات

کرنے تھے کیونکہ وہ کتب بندے کے پاس تھیں، اس لیے انڈیا کے ایک ساتھی کو تصحیح اور اضافہ جات کے ساتھ اس پر کام کرنے کا کہا تھا اور پھر کہہ کر کافی عرصہ ہو گیا ہے بھول گیا ہوں، میں ان سے رابطہ کرتا ہوں کہیں انہوں نے تو ایسا نہیں کیا۔ اب موصوف ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) نے اپنی چھوٹی ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہماری اجازت کے بغیر انتہائی پھرتی دکھاتے ہوئے، محض دو دنوں میں میری پوری کتاب ”دفاع اہل السنۃ“ اسکین کر کے انڈیا کے کسی صاحب کے نام سے نیٹ پر اپ لوڈ کر دی اور اب دھڑا دھڑ مختلف گروپس اور فیس بک پر اس کے لنک شیئر کر رہے ہیں۔ یقین جانے اس عظیم کام پر جتنی خوشی مجھے ہے اس کا بیان مشکل ہے، کاش وہ یہ کام میری ضد میں کرنے کے بجائے اللہ کی رضا کے لیے کرتے تو اس ”استدراجی“ پھرتی پر انہیں ثواب بھی ضرور ملتا۔ اس سے مجھ پر تو کوئی فرق نہ پڑا، البتہ یکم محرم الحرام کو مکتبہ صفدریہ انڈیا والوں نے اس کو چھاپنا تھا، وہ بے چارے پریشان ہو گئے کہ اس سے کتاب کی فروخت پر اثر پڑے گا اور ان ہی کی طرف سے یہ اطلاع دی گئی کہ ہمارے منع کرنے کے باوجود آپ نے کتاب پی ڈی ایف میں کیوں دی؟ پاکستانی نسخہ چند ہی تعداد میں رہ گیا ہے اور مکتبے والوں کی طرف سے بار بار دوسری جلد کا تقاضہ کیا جا رہا ہے اور وہ بھی ان شاء ((اللہ)) اُمید ہے کہ دو ماہ کی دمت ((مدت)) میں آپ کے ہاتھوں میں ہوگا، اس وقت اس کی تصحیح کا کام ہو رہا ہے۔ الحمد للہ بزم کلیانی والے گواہ ہیں کہ میں نے ان کے کورس میں جب تک بھجوائیں تو مارکیٹ سے بھی آدھے ریٹ پر یکوائیں، میں موصوف ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) کی طرح کتب فروش نہیں کہ تین گناہ نفع لگا کر کتب بیچوں اور پھر جب اپنے ہی شاگردوں کی طرف سے گلہ کیا جائے کہ کتابیں بہت مہنگی ہیں تو یہ جھوٹ

بولتے ہوئے ذرا بھی نہ شرمایا جائے کہ: ”کتب کسی اور کی ہیں، نفع بھی وہ لیں گے، ہمارا اس سے کوئی لینا دینا نہیں“۔ استغفر اللہ۔ بہر حال بے روزگاری آدمی کو چندے کھانے، دھوکا دینے، جماعتی فنڈ کھانے سے نہ روکے تو جھوٹ بولنے سے کیوں روکے؟ خیر لیکن موصوف ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) نے نہ جانے کیوں ساتھ میں یہ شرارت بھی کی کہ اس کے ٹائٹل تیج پر ”غیر محرف نسخہ“ جلی حروف میں لکھوا دیا، حالانکہ یہ ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کی)) بدترین بددیانتی ہے، بندہ اسی وقت واضح کر چکا تھا کہ میری کتاب صفحہ ۴۸ پر مولانا احمد رضا خان کے بارے میں جو عبارت ہے وہ کاتب کی غلطی ہے، میں نے اطلاع ملتے ہی ناشر سے اس عبارت کو فوراً نکالنے کا کہا ہے اور اس نے اس پر عمل بھی کر لیا، اس وضاحت کے باوجود حیرت ہے کہ جو اپنے لوگوں کی کتب کے ساتھ اس قسم کا ”ہاتھ“ محض حسد، بغض اور ضد کی بنیاد پر کرتے ہوں وہ دیگر فرقہ کے ساتھ کیا کچھ نہیں کرتے ہوں گے، بہر حال بندہ دو ٹوک الفاظ میں کہتا ہے کہ میرے اکابر مولانا احمد رضا خان کی تکفیر کے قائل نہ تھے، اگر موصوف ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) میں کچھ علمی استطاعت ہے (جس کا حال مجھ سے مخفی نہیں) تو جب چاہیں اس موضوع پر بندہ سے گفتگو کر سکتے ہیں، بندہ اس عظیم کام پر ان کا شکریہ کے ساتھ اس کتاب کا پی ڈی ایف لنک ساتھ لگا رہا ہے اس وضاحت کے ساتھ، کہ یہ نسخہ غیر محرف نہیں بلکہ اغلاط سے پُر ہے، لہذا اگر کسی نسخے میں فرق نظر آئے تو وہ تحریف نہیں بلکہ تصحیح ہوگی۔ نوٹ: اس پوسٹ کے جواب میں اگر ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کی طرف سے)) کسی قسم کی اچھی حرکت کی گئی تو ہم کسی کو بھی پردے میں نہیں رہنے دیں گے۔ کتاب کا پی ڈی ایف لنک حاضری خدمت ہے۔“

قارئین! اس تحریر میں ساجد خان دیوبندی نے مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کو:

- ۱۔ حاسد
- ۲۔ دھوکے باز
- ۳۔ شہرت کا بھوکا
- ۴۔ جھوٹا
- ۵۔ کم علم
- ۶۔ چندہ، جماعتی فنڈ کھانے والا
- ۷۔ چغل خور
- ۸۔ شرارتی
- ۹۔ مولوی سرفراز لکھڑوی دیوبندی کی کتب سے مواد چوری کر کے کتاب لکھنے والا قرار دیا ہے۔

اور ساتھ مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کو اس موضوع پر گفتگو کرنے کا چیلنج بھی دیا ہے کہ ”اکابر دیوبند نے مولانا احمد رضا خان کی تکفیر نہیں کی۔ اس کے متعلق مجھ سے جب چاہو بات کرلو“۔

تادم تحریر مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی نے نہ تو ساجد خان دیوبندی سے اس مسئلہ پر گفتگو کی ہے (ان کے ہی لفظوں میں کہیے کہ گفتگو کرنے سے راہِ فرار اختیار کر رکھی ہے)۔ اور نہ ہی ان بُرائیوں سے توبہ کی ہے جو ساجد خان دیوبندی نے بیان کی ہیں۔ مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کی شرمناک اصلیت تو قارئین نے ساجد خان دیوبندی کی زبانی ملاحظہ کر لی، اب آئیے اور ساجد خان دیوبندی کی اس تحریر پر مختصر تبصرہ راقم کے قلم سے ملاحظہ کیجیے۔

ساجد خان دیوبندی دوزبانیں رکھتا ہے:

پہلا ثبوت:

ساجد خان دیوبندی نے اپنی کتاب میں دو مقامات پر لکھا ہے:

”حضرت مفتی نجیب اللہ صاحب عمر مدظلہ العالی“ (دِفَاعِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، جلد ۱،

صفحہ ۵۸، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔ طبع اول)

”حضرت مفتی نجیب اللہ صاحب عمر“

(دِفَاعِ اَہْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، جلد ۱، صفحہ ۷۶، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔ طبع اول)

اس کے علاوہ ”مجلہ نور سنت کراچی“ میں ساجد خان دیوبندی کی تحریر کردہ رودادِ مناظرہ شائع ہوئی، اُس میں بھی ساجد خان دیوبندی نے مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے بارے میں درج ذیل القابات لکھے ہیں:

☆ ”حضرت مفتی نجیب اللہ عمر صاحب مدظلہ العالی“

(دوماہی مجلہ نور سنت، کراچی، شمارہ: ۱۳، صفحہ ۱۷)

☆ ”حضرت استاذی سیدی وسندی محترم مفتی نجیب اللہ عمر صاحب حفظہ اللہ“

(دوماہی مجلہ نور سنت، کراچی، شمارہ: ۱۳، صفحہ ۲۱)

☆ ”حضرت استاذی مفتی نجیب اللہ صاحب“

(دوماہی مجلہ نور سنت، کراچی، شمارہ: ۱۳، صفحہ ۵۴)

☆ ”مناظرِ اسلام مفتی نجیب اللہ صاحب“

(دوماہی مجلہ نور سنت، کراچی، شمارہ: ۱۳، صفحہ ۲۴)

☆ ”حضرت مفتی نجیب اللہ عمر صاحب“

(دوماہی مجلہ نور سنت، کراچی، شمارہ: ۱۳، صفحہ ۳۰)

☆ ”حضرت مفتی نجیب اللہ عمر صاحب مدظلہ العالی“

(دوماہی مجلہ نور سنت، کراچی، شمارہ: ۱۳، صفحہ ۵۱)

اسی تحریر میں ساجد خان دیوبندی نے مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کو ”شیرِ دیوبند“ بھی

لکھا ہے، ملاحظہ ہو

☆ ”شیرِ دیوبند کی للکار“

(دوماہی مجلہ نور سنت، کراچی، شمارہ: ۱۳، صفحہ ۳۵)

قارئین! ملاحظہ کیجیے کہ ایک طرف ساجد خان دیوبندی اپنے استاذ مفتی نجیب اللہ عمر

دیوبندی کو ”حاسد“، ”دھوکے باز“، ”جھوٹا“، ”چندہ، جماعتی فنڈ کھانے والا“، ”چغمل خور“، ”شریر“ اور ”کتب سے مواد چوری کر کے کتاب لکھنے والا“ قرار دیتا ہے اور دوسری طرف ان صفاتِ مذمومہ کے حامل (مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی) کو ”حضرت استاذی، سیدی و سندی“، ”مناظرِ اسلام“، ”شیرِ دیوبند“ کے القابات سے نوازتا ہے، کیا کم علم شخص ”مناظرِ اسلام“ اور ”شیرِ دیوبند“ ہو سکتا ہے؟ یا پھر دیوبندی فرقہ میں شیرِ دیوبند ہونے کے لیے ”کم علم“ ہونا ضروری ہے؟ معلوم ہوا کہ ساجد خان دیوبندی دوزبائیں رکھتا ہے۔

ساجد خان دیوبندی نے اپنے استاذ مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کی جو مذموم صفات بیان کی ہیں ان میں سے کم از کم تین صفات (۱) جھوٹ بولنے (۲) دھوکے بازی کرنے (۳) اور دوسروں کی کتب سے مواد سرکہ کر کے لکھنے میں خود ساجد خان دیوبندی نے بھی اپنے استاذ سے کافی ”فیض“ حاصل کیا ہے، اور اب ان صفاتِ مذمومہ میں نا صرف خود کفیل بلکہ ”استاذ“ کہلائے جانے کے لائق ہے۔ قارئین! ساجد خان دیوبندی کی دوزبانوں کا پہلا ثبوت آپ نے ملاحظہ کیا، اب دوسرا ثبوت ملاحظہ کیجیے۔

دوسرا ثبوت:

ساجد خان دیوبندی نے اس تحریر میں لکھا ہے کہ:

”میری کتاب صفحہ ۴۸ پر مولانا احمد رضا خان کے بارے میں جو عبارت ہے وہ کاتب کی غلطی ہے۔“

ساجد خان دیوبندی نے یہاں جس عبارت کا ذکر کیا ہے اور اسے کاتب کے کھاتے میں ڈالا ہے، وہ عبارت مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کی طرف سے ”دِفَاعِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ“ جلد اول کے انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کیے گئے ”غیر محرف نسخہ“ سے ملاحظہ کریں:

”خدا کی قسم احمد رضا خان کافر ہے، کافر ہے، کافر ہے، کوئی مائی کالعل رضا خانی اسے مسلمان حلالی ثابت نہیں کر سکتا۔“

(دِفَاعِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، جلد ۱، صفحہ ۴۸، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوة، پشاور۔ طبع اول)

ایک دوست سے بات کرتے ہوئے ساجد خان دیوبندی نے اس عبارت کے بارے میں اقرار کرتے ہوئے کہا تھا کہ میری یہ عبارت الزامی ہے، یعنی تسلیم کیا تھا کہ یہ اسی کی عبارت ہے، لیکن اس کے برعکس مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے خلاف لکھی گئی اپنی تحریر میں جھوٹ بولتے ہوئے اس نے لکھ دیا کہ:

”یہ عبارت کاتب کی غلطی ہے۔“

ثابت ہوا کہ ساجد خان دیوبندی جھوٹا، مکار اور دوزبانیں رکھنے والا شخص ہے۔  
تیسرا ثبوت:

مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے خلاف لکھی گئی اس تحریر میں ساجد خان دیوبندی نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”بندہ دو ٹوک الفاظ میں کہتا ہے کہ میرے اکابر مولانا احمد رضا خان کی تکفیر کے قائل نہ تھے، اگر موصوف میں کچھ علمی استطاعت ہے (جس کا حال مجھ سے مخفی نہیں) تو جب چاہیں اس موضوع پر بندہ سے گفتگو کر سکتے ہیں“

حالانکہ اسی ساجد خان دیوبندی نے اپنی کتاب ”دفاع گستاخان دیوبند“ بغلط مُسَمَّی ”دِفَاعِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ“ جلد اول میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اکابر دیوبند نے ”مولانا احمد رضا خان“ کی تکفیر کی ہے، ساجد خان دیوبندی نے اس موضوع پر کچھ حوالہ جات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

”اس موضوع پر تفصیل کے لیے حضرت مفتی نجیب اللہ عمر صاحب کا مضمون ”اکابر اہل سنت دیوبند اور تکفیر احمد رضا“ مجلہ نور سنت کے ”کنز الایمان نمبر“ میں ملاحظہ فرمائیں، نیز مناظر اسلام مولانا ابوالیوب قادری صاحب نے بھی قریباً اکابر دیوبند کے ۱۵۰ کے قریب فتاویٰ جات و حوالہ جات کو جمع کیا ہے جن میں عقائد بریلویہ پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے“

(دِفَاعِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، جلد ۱، صفحہ ۷۵ و ۷۶، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوة، پشاور۔ طبع اول)

قارئین اس بات پر غور کریں کہ ایک طرف ساجد خان دیوبندی اپنی کتاب میں جس

موقف کو درست سمجھتا ہے، اس کی صحت پر دلائل دیتا ہے اور اپنے اس موقف کی تائید میں مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے مضمون کو پڑھنے کی دعوت دیتا ہے، اور دوسری طرف اپنے فیس بک اکاؤنٹ سے اسی موقف کو غلط قرار دیتے ہوئے مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کو گفتگو کرنے کا چیلنج دیتا ہے۔ یاللعجب۔ ثابت ہوا کہ ساجد خان دیوبندی دوزبانیں رکھنے والا متضاد شخص ہے۔ (اس کی دوزبانوں کے اور بھی ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں)

ضروری نوٹ: جو قارئین (۱) ساجد خان دیوبندی کی اپنے اکاؤنٹ سے شائع کی گئی تحریر (۲) اس میں مذکور مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے اپنے اکاؤنٹ سے شائع کی گئی پوسٹ (جس میں اس نے ساجد خان دیوبندی کی کتاب ”دفاع اہل السنۃ“ کو انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کروا کر اس کے ڈاؤن لوڈ لنک کو ”دفاع اہلسنت کا اصلی نسخہ“ لکھ کر شیئر کیا تھا) (۳) اور مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کا اپنے فیس بک اکاؤنٹ سے اپنی کتاب ”مقیاس سنت“ کا شائع کیا گیا سرورق (جس کے بارے میں ساجد خان دیوبندی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کی کتب سے مواد چوری کر کے لکھی گئی ہے) ملاحظہ کرنا چاہتے ہوں وہ فیس بک پر Kalimaehaq92 لکھ کر سرچ کریں، مذکورہ بالا تمام سکریں شائس ”مجلہ کلمہ حق“ کے فیس بک پیج پر ۳ ستمبر ۲۰۱۸ء کو کی گئی پوسٹ میں آپ کو مل جائیں گے۔

مقالہ کے آخر میں دوڑنے، متضاد ساجد خان دیوبندی کی مذمت ذیل میں ملاحظہ کریں۔

حدیث شریف میں متضاد باتیں کرنے والے آدمی کی مذمت:

☆ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم دوڑنے، متضاد آدمی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

وتجدون من شرار الناس ذالوجہین الذی یاتی ہؤ لاء  
بوجہ و ہو لا بوجہ.

یعنی ”اور تم لوگوں میں سب سے بُرا اس کو پاؤ گے جس کے دو چہرے ہوں گے ایک کے پاس ایک چہرے سے ملاقات کرے گا اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے سے۔“

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب خیار الناس، حدیث ۲۵۲۶، بیت الافکار الدولیہ، ریاض) اپنے آپ سے ٹکرانا ”مجنوب الحواس“، شخص کا کام ہے: ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی ☆ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے متضاد نظریات رکھنے والے شخص کے متعلق لکھا ہے: ”تاریخ بنی آدم میں مخالفوں سے ٹکرانا تو چلا آتا ہے، لیکن یہ اپنے آپ سے ٹکرانا صرف اس شخص کے بارے میں صحیح ہو سکتا ہے جو مجنوب الحواس ہو۔“

(براہ راست قادیانیت پر غور کرنے کا آسان راستہ صفحہ ۶۵)

متضاد باتیں کرنا ”بے عقلی“ ہے: مولوی ابوالیوب دیوبندی

☆ مولوی ابوالیوب دیوبندی نے خود اپنی کتاب میں لکھا ہے:

”تضاد تو ہے ہی، اگر عقل نہ ہو“

(دفاع ختم نبوت اور صاحبِ تحذیر الناس، صفحہ ۲۳۱، مطبوعہ دار النعیم، عمرٹاور، حق اسٹریٹ، اُردو

بازار، لاہور۔ اشاعتِ اول: اکتوبر ۲۰۱۵ء)

مولوی ابوالیوب دیوبندی کے اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ متضاد باتیں وہ کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو۔

☆ مولوی ابوالیوب دیوبندی نے اپنی کتاب ”دست و گریبان“ میں عنوان ”فاضل بریلوی اور جہالت و حماقت“ کے تحت لکھا ہے:

”حقیقت سے ہی بریلویوں نے پردہ اُٹھایا ہے اور خود ہی قبول فرمایا ہے کہ

فاضل بریلوی صاحب جاہل ہیں، میں نے جو حقیقت کہا ہے اس کی کئی

وجوہات ہیں۔ ۱۔ فاضل بریلوی کی باتوں میں تضادات ہیں۔“

(دست و گریبان، جلد ۳، صفحہ ۸، مطبوعہ دار النعیم، عمرٹاور، حق اسٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ اشاعتِ

دوم: مئی ۲۰۱۲ء)

مولوی ابوالیوب دیوبندی کے اس اقتباس کے مطابق جاہل اور احمق شخص متضاد باتیں کرتا ہے۔

متضاد باتیں کرنا ”اہل جاہلیت کی خاص عادت“ ہے: دیوبندیوں کے بزرگ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا موقف

☆ علمائے دیوبند کے ”بزرگ“ اور امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے دورِ نئی اور متضاد باتیں کرنا اہل جاہلیت کی خاص عادت قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

”متضاد باتوں کا کہنا بھی اہل جاہلیت کی خاص عادت تھی۔“

(اسلام اور مسائل جاہلیت، صفحہ ۱۸۳، مطبوعہ دارالدعوة السلفیہ، لاہور)

(مولوی منظور نعمانی دیوبندی نے اپنی کتاب ”شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق۔“ (مطبوعہ مکتبہ عمر بن عاص، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور)، مولوی ضیاء الرحمن فاروقی صاحب نے ”فیصل اک روشن ستارہ“ (مطبوعہ مکتبہ المعارف، فیصل آباد) اور مولوی عبدالقدس دیوبندی صاحب نے ”تحقیق الحق“ (مطبوعہ تنظیم اشاعت التوحید والسنۃ گاؤں جلبلی ضلع صوابی سرحد) (موجودہ نام خیر پختونخواہ)۔ میں محمد بن عبدالوہاب کو مسلمان بزرگ قرار دیا ہے۔)

معلوم ہوا کہ ساجد خان دیوبندی، حدیث شریف کے مطابق متضاد باتیں کرنے کی وجہ سے ”سب سے بُرا“، محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مطابق ”اہل جاہلیت کی خاص عادت کا حامل“، ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کے مطابق ”مجنون الحواس“ اور مولوی ابوالیوب دیوبندی کے بیان کردہ اصول کے مطابق ”بے عقل“ شخص ہے۔

دلِ اعدا کو رضا تیز نمک کی دُھن ہے

اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

## امام المتکلمین حضرت مولانا نقی علی خان پر ”جواہر البیان“ کے حوالے سے دیوبندی اعتراض کا جواب

(قسط اول)

میثم عباس قادری رضوی، لاہور، پاکستان

نوٹ: یہ مقالہ پہلی بار ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف، بابت ماہ اکتوبر ۲۰۱۹ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ اس اشاعت کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ ”جواہر البیان“ کے حوالے سے یہی اعتراض ساجد خان دیوبندی نے بھی کیا ہے۔ لہذا اس اشاعت میں اس معترض عنید کو بھی مخاطب کیا گیا ہے۔ اور ترمیم و اضافات بھی کیے گئے ہیں۔

دیوبندی اعتراض:

بدنام زمانہ اور دجل و فریب میں مہارت تامہ رکھنے والے مولوی ابوالیوب دیوبندی نے اپنی بدنام زمانہ کتاب ”دست و گریبان“ میں مفتی احمد یار خان نعیمی کا ایک اقتباس نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

”مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں: نبی کو خدا کے سامنے ذلیل جانے وہ خود

چمار ہے ذلیل ہے (جاء الحق، ص ۴۲۰، بحث عقائد دیوبندی و اسلامی)“

(دست و گریبان، جلد ۳، صفحہ ۱۲۲، مطبوعہ دارالنعیم، حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

اس کے بعد دیوبندی معترض، اعلیٰ حضرت کے ایک شعر کے مصرعے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”فاضل بریلوی کا باپ لکھتا ہے: موسیٰ علیہ و علی نبینا الصلاة

والسلام پر وحی ہوئی۔ اے موسیٰ! جب تو مجھے یاد کرے اس حال پر یاد کر کہ تو

اپنے اعضا توڑتا ہوا اور میری یاد کے وقت خاشع و ساکن ہو جا اور جب مجھے یاد

کرے اپنی زبان کو دل کے پیچھے کر اور جب میرے روبرو کھڑا ہو بندہ ذلیل کی طرح کھڑا ہو (جواہر البیان، ص ۴۷)“

(دست و گریبان، جلد ۳، صفحہ ۱۲۲، مطبوعہ دارالنعیم، حق سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)  
مولوی ابوالیوب دیوبندی ”جاء الحق“ اور ”جواہر البیان“ کے مندرجہ بالا اقتباسات نقل کرنے کے بعد ان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”اب بتائیں کیا ”جاء الحق“ کا فتویٰ مفتی احمد یار نعیمی نے جو لکھا ہے، وہ فاضل بریلوی اور اس کے والد گرامی کے اوپر لگتا ہے یا نہیں۔ تو اگر ”جاء الحق“ درست اور صحیح ہے تو فاضل بریلوی اور اس کے والد کو چمار اور ذلیل کہہ دیں“

(دست و گریبان، جلد ۳، صفحہ ۱۲۳، مطبوعہ دارالنعیم، حق سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)  
قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ یہاں مولوی ابوالیوب دیوبندی یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے والد گرامی امام المتکلمین حضرت علامہ مولانا مفتی علی خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو اپنی طرف سے ”ذلیل“ لکھا ہے۔  
نَعُوْذُ بِاللّٰہِ۔

☆ دیوبندی مذہب کے نام نہاد مزعومہ مناظر اور دجال ساجد خان دیوبندی نے بھی اپنی کتاب میں ”جواہر البیان“ کے اس اقتباس کو گستاخانہ قرار دیا ہے اور ”عقائد بریلویہ کا مختصر جائزہ“ کا عنوان قائم کر کے لکھا ہے:

”اس عنوان کے تحت رضا خانیوں کے چند گستاخانہ عقائد کا خلاصہ ان کی مستند کتب سے پیش کیا جا رہا ہے“

(مسکب اعلیٰ حضرت، صفحہ ۴۳، ناشر: جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان۔ طبع اوّل جولائی ۲۰۱۷ء)

مذکورہ بالا عنوان کے تحت ۱۸ نمبر عقیدہ کے تحت ساجد خان دیوبندی نے لکھا ہے:

”احمد رضا خان کے والد نے موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو ذلیل کہا

(جواہر البیان، ص ۴۷)“

(مسکب اعلیٰ حضرت، صفحہ ۴۶، ناشر: جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان۔ طبع اوّل جولائی ۲۰۱۷ء)

☆ ساجد خان دیوبندی نے اپنی ایک اور کتاب میں بھی ”جواہر البیان“ کا یہ اقتباس نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو

(دفاع اہل السنۃ والجماعۃ، جلد ۱، صفحہ ۵۵۶، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔ طبع اوّل)

جواب:

سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ اللہ کریم اپنے محبوب بندوں کے لیے اگر کوئی خاص کلمہ استعمال فرمائے تو مخلوق کو یہ حق نہیں کہ وہ بھی ان محبوب بندوں کے حق میں اس خاص کلمہ کا استعمال بطور انشاء کرے۔ ہاں اسے بوقت ضرورت، بطور حکایت نقل کیا جاسکتا ہے۔ دیوبندی فرقہ میں حکیم الامت اور مجدد سمجھے جانے والے مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنے وعظ ”العید والوعید“ میں تو یہاں تک کہا ہے کہ:

”آدم علیہ السلام کا زمین میں اُترنا بھی صورتِ قہر میں لطف تھا اور اُن پر جو عتاب ہوا وہ بھی لطف تھا، باقی عَصٰی اِذْ مُرَّانَا یَہُودَیْہِمْ مَّحْبُوبًا نہ انداز ہے، محبوب اپنے عشاق کو جو چاہے کہہ لیتے ہیں کبھی عاصی، کبھی غاوی بلکہ عاشق بھی محبوب کو ”ظالم“ یا ”ستمگر“ کہہ لیتا ہے جس سے وہ بُرا نہیں مانتا، مگر براہِ مہربانی آپ ان سُنَّے ہوئے الفاظ کی نسبت اپنی طرف بطور نقل بھی نہ کریں ورنہ آپ کے عصا لگے گا، بعض لوگوں کو سُنَّے ہوئے الفاظ کی نقل کا شوق ہوتا ہے مگر اس کا نتیجہ ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہوتا“

(نظامِ شریعت، صفحہ ۶۶۸، مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور)

مذکورہ اقتباس میں مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بطور نقل بھی ان الفاظ کے بیان کی اجازت نہیں دی جو انبیاء علیہم السلام کے بارے میں سخت محسوس ہوتے ہیں۔ لیکن اپنی دوسری کتاب میں تھانوی صاحب نے اپنے امام مولوی اسماعیل دہلوی کی طرف سے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں استعمال کیے گئے گستاخانہ الفاظ کا دفاع کرتے

ہوئے لکھا ہے:

”تَقْوِيَةُ الْإِيمَانِ فِي بَعْضِ الْفَاطِ جَوْسَخَتْ وَاقِعٌ هُوَ كُنَّ هِي تَوَاسِ زَمَانِهِ كِي  
جِهَالَتِ كَالْعَلَّاجِ تَهَا، جِسْ طَرَحِ قُرْآنِ مَجِيدِ فِي عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوَالِهِ  
مَانَنَ وَالْوَلَوْنَ كَعَمَالِهِ فِي: قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ  
أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ - اَلْحُ (آپ یوں پوچھیے کہ اگر ایسا ہے  
تو یہ بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم کو اور ان کی والدہ کو اور جتنے  
زمین میں ہیں ان سب کو ہلاک کرنا چاہیں تو کوئی شخص ایسا ہے جو خدا تعالیٰ  
سے ان کو ذرا بھی بچا سکے) فرمایا ہے“

(امداد الفتاویٰ، جلد ۵، صفحہ ۳۸۳، مطبوعہ ادارہ اشرف العلوم، مولوی مسافر خانہ، کراچی)  
مذکورہ بالا اقتباس میں مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
اور حضرت مریم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد فرمائے گئے ان الفاظ (جن کو خود مولوی  
اشرف علی تھانوی دیوبندی نے سخت قرار دیا ہے) کو بنیاد بنا کر مولوی اسماعیل دہلوی کے  
گستاخانہ الفاظ کا دفاع کرنے کی کوشش کی ہے۔ یقیناً یہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی  
تضاد بیانی اور دور بینی ہے اور ان کے اس موقف سے ٹکراتی ہے جس میں خود مولوی اشرف علی  
تھانوی دیوبندی نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد فرمائے  
گئے الفاظ کو بطور نقل بیان کرنے سے بھی منع کیا ہے، جیسا کہ آپ نے مولوی اشرف علی تھانوی  
کی کتاب ”نظام شریعت“ میں شامل وعظ ”العیذ والوعید“ کے حوالے سے ملاحظہ کیا ہے۔  
اب مولوی ابوالیوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی کے اعتراض کے جواب کی طرف  
آئیے۔

۱۔ مولوی ابوالیوب دیوبندی نے ”جواہر البیان“ کے حوالے سے جو اقتباس نقل کیا ہے  
اس کے شروع سے درج ذیل یہ فقرہ نقل نہیں کیا:  
”امام حجتہ الاسلام محمد بن محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں“

اس فقرہ کو نقل نہ کرنے کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ اگر خان مولوی ابوالیوب دیوبندی مندرجہ بالا فقرہ بھی نقل کر دیتا تو معلوم ہو جاتا کہ حضرت مولانا نقی علی خان پر اس کا الزام نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ آپ نے اسے حضرت امام غزالی سے نقل کیا ہے، اور دیوبندی مذہب کے اصول کے مطابق نافل پر الزام نہیں لگ سکتا۔ اس اصول کو باحوالہ آگے بیان کیا جائے گا۔

۲۔ جو اقتباس مولوی ابوالیوب دیوبندی نے نقل کیا ہے اس کے شروع میں یہ الفاظ موجود ہیں:

”موسیٰ علیہ و علی نبینا الصلاة والسلام پر وحی ہوئی“

ان الفاظ سے مولوی ابوالیوب دیوبندی کو معلوم ہو جانا چاہیے تھا کہ ”جواہر البیان“ کے جس لفظ ”ذلیل“ پر میں اعتراض کر رہا ہوں وہ مولانا نقی علی خان نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے ارشاد فرمایا ہے۔ اس لیے مجھے لفظ ”ذلیل“ کی وجہ سے مولانا نقی علی خان پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے، لیکن مولوی ابوالیوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی دجل کرنے سے باز نہ آئے۔ کیونکہ دجل ان کی خوراک ہے۔

مولوی ابوالیوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی جاہل یا خائن و بددیانت؟ فیصلہ قارئین پر:

اب دو ہی صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: یہ ہے کہ دیوبندی مزعومہ مناظر مولوی ابوالیوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی نے ”انشاء“ اور ”حکایت“ میں فرق نہ سمجھتے ہوئے جہالت کی وجہ سے مولانا نقی علی خان پر یہ اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے اپنی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ”ذلیل“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ۔

دوسری صورت:

یہ ہے کہ مولوی ابوالیوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی نے یہ جاننے کے باوجود کہ ۱۔ مولانا نقی علی خان نے اسے امام غزالی سے بطور حکایت نقل کیا ہے۔

اور

۲۔ امام غزالی نے اللہ تعالیٰ کے اپنے پیغمبر کے بارے کہے گئے الفاظ نقل کیے ہیں، جن میں لفظ ”ذلیل“ بھی موجود ہے۔

ان دونوں باتوں کو جاننے کے باوجود مولوی ابوالیوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی نے بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے یہودیانہ ذوق کی تسکین کے لیے مولانا نقی علی خان پر اعتراض کیا ہے۔

اب یہ فیصلہ قارئین پر ہے کہ مولوی ابوالیوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی کو جاہل قرار دیتے ہیں یا بددیانت و خائن۔

”جواہر البیان“ کے جس اقتباس پر اعتراض کیا گیا ہے وہ ”احیاء العلوم“ سے نقل کیا گیا ہے:

۳۔ مولوی ابوالیوب دیوبندی کے اعتراض کے بعد جب راقم نے حضرت امام غزالی کی کتب میں تلاش کیا تو ”احیاء العلوم“ میں یہ حکایت مل گئی۔

ذیل میں ملاحظہ کیجیے کہ اسی حکایت کا ترجمہ مولوی ندیم الواجدی دیوبندی، فاضل دیوبند نے کن الفاظ میں کیا ہے:

”اے موسیٰ! جب تو میرا ذکر کرے تو اپنے ہاتھ جھاڑ لے (یعنی تمام کاموں سے فارغ ہو کر میرا ذکر کر) اور میرے ذکر کے وقت خشوع و خضوع اور اطمینان و سکون سے رہ اور جب میرا ذکر کرے تو اپنی زبان اپنے دل کے پیچھے کر لے اور جب میرے سامنے کھڑا ہو تو ”ذلیل و خوار“ بندے کی طرح کھڑے ہو۔“

(احیاء العلوم، جلد ۱، صفحہ ۲۹، تیسرے باب، نماز کی باطنی شرائط، مطبوعہ دارالاشاعت، ایم اے جناح روڈ، اردو بازار، کراچی)

(نوٹ: توسین میں درج الفاظ بھی مترجم کے ہیں)

قارئین! آپ نے فرق ملاحظہ کیا کہ مولانا نقی علی خان نے ”ذلیل“ کا لفظ حکایتاً نقل کیا

ہے اور مولوی ندیم الواجدی دیوبندی نے ”احیاء العلوم“ کا ترجمہ کرتے ہوئے ”ذلیل“ کے ساتھ، اپنی طرف سے لفظ ”خوار“ کا اضافہ کر دیا ہے۔ مولوی ابوالیوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی کو چاہیے کہ اپنے اعتراض کے مطابق حضرت امام غزالی، مولوی ندیم الواجدی دیوبندی اور اس کتاب کے دیوبندی ناشرین کے بارے میں بھی لکھیں اور چھاپیں کہ انہوں نے اللہ کے نبی کو ”ذلیل“ کہا اور چھاپا ہے۔

معتبر دیوبندی علما کے بیان کردہ اصول کے ذریعے مولوی ابوالیوب دیوبندی کے اعتراض کا جواب:

۴۔ مولوی ابوالیوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی خود کو مناظر سمجھتے ہیں، بلکہ مولوی ابوالیوب دیوبندی کو تو مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اپنی تنظیم کی طرف سے مناظر بھی مقرر کر رکھا ہے، لیکن افسوس الیاس گھمن دیوبندی نے اپنے ان دونوں چیلوں کو یہ اہم اصول نہ سکھایا کہ:

”ناقل پر فتویٰ نہیں لگایا جاتا۔“

اس کی مختصر وضاحت ذیل میں عرض کرتا ہوں۔

☆ مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اپنی تقریر میں یہ اصول بیان کیا ہے کہ:

”ناقل پر فتویٰ نہیں لگاتے“

(خطبات برما، صفحہ ۸۳، مطبوعہ مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ، ۸۷-جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا)

☆ دیوبندی مذہب کے مشہور شکست خوردہ مناظر مولوی طاہر گیلوی دیوبندی نے

لکھا ہے:

”تیسری بات جو خاص طور سے اس جگہ قابل لحاظ ہے وہ یہ ہے کہ قاری محمد

طیب صاحب نے ان اقتباسات میں جو کچھ پیش کرنا چاہا ہے وہ ان کی اپنی

بات نہیں ہے بلکہ علامہ عبدالغنی نابلسیؒ سے انہوں نے اس کو نقل کرتے

ہوئے تحریر فرمایا ہے، لہذا قاری محمد طیب صاحب کی حیثیت صرف ناقل کی ہے، قائل کی نہیں۔ لہذا جفتوی اس پر لگایا جائے گا وہ اصل قائل پر چسپاں ہوگا نہ کہ ناقل پر۔“

(بریلویت کاشیش محل، صفحہ ۳۱، مطبوعہ کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند)

نوٹ: قاری طیب دیوبندی کے نام کے ساتھ کلمہ ترجم کی علامت طاہر گیاوی دیوبندی کی تحریر کردہ ہے، صحیح نقل کے التزام کی وجہ سے نقل کی گئی ہے۔

☆ مولوی عبدالقدوس قارن دیوبندی بن مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے لکھا ہے: ”ناقل کے ذمہ صرف صحت نقل ہے“

(مجدد بانہ داویلا، صفحہ ۱۹۴، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ)

دیوبندی مذہب کے ان تینوں علما کے حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ”ناقل پر فتویٰ نہیں لگاتے“۔ امید ہے کہ مولوی ابوالیوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی اگر دیوبندی علما کے بیان کردہ اس اصول (ناقل پر فتویٰ نہیں لگتا) سے جاہل تھے تو اب یقیناً واقف ہو گئے ہوں گے، لہذا اب ان کو چاہیے کہ ”جواہر البیان“ کے حوالے سے کیے گئے اعتراض سے رجوع کریں۔

☆☆☆☆☆

### توہینِ مدینہ پر امام مالک رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

شفا شریف میں قاضی عیاض علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ایک شخص نے کہا: مدینہ طیبہ کی مٹی خراب ہے۔

حضرت امام علیہ الرحمہ نے فتویٰ دیا کہ اسے تیس (۳۰) درّے مارے جائیں اور قید کیا جائے۔

اور فرمایا کہ ایسا شخص تو اسی لائق ہے کہ اس کی گردن مار دی جائے وہ (مقدس) زمین جس

میں رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہیں اس کی نسبت گمان کرتا ہے کہ وہ خراب ہے۔

## ”حرمین شریفین اور میلاد“

تحریر: محمد نعیم الدین، سرگودھا/محمد سیف رضا، کراچی

مبتدعین زمانہ دیا نہ وہابیہ جب میلادِ کُخلاف دلائل دینے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو روتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ میلاد النبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حرمین شریفین میں نہیں منایا جاتا۔ گو کہ اس لغو اور فضول اعتراض کے کئی جوابات دیئے جا چکے ہیں کہ پہلے جب وہاں سنیوں کی حکومت تھی تو میلاد النبی کی محافل منعقد ہوتی تھیں، مگر جب سے وہاں نجدیوں نے قبضہ کیا ہے تو سرزمینِ عرب پر شراب خانے، جو اخانے، سینما کلب، عید الوطنی، ویلنٹائن ڈے وغیرہ منانا جائز ہو گیا ہے مگر سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت باسعادت کا دن منانا حرام، بدعت و ناجائز قرار دے دیا گیا ہے۔

یہاں ہم ان علما کے حوالہ جات دے رہے ہیں جو دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک معتبر ہیں۔

حرمین شریفین کے اشرافِ اہل سنت کے افعال سے فقہاء کا مسائل شرعیہ میں استدلال:

”وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ يَجُوزُ لِلْفَجْرِ فِي النِّصْفِ

الْآخِرِ مِنَ اللَّيْلِ لِتَوَارِثِ أَهْلِ الْحَرَمَيْنِ“

یعنی ”کہا ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اذان واسطے نماز فجر کے بعد نصف شب کے قبل وقت نماز کے جائز ہے اس لیے کہ عمل اہل مکہ و مدینہ کا بطریق توارث اس طرح پڑھے۔“

(ہدایہ اولین، باب الاذان، مطبوعہ مکتبۃ البشری، جلد اول، ص ۱۶۹)

۱۔ علامہ ابن جوزی (المتوفی ۵۹۷ھ ہجری) ”بیان المیلاد النبوی صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم“ میں فرماتے ہیں:

لا زال أهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبي صلى الله عليه وآله وسلم، ويفرحون بقدوم هلال شهر ربيع الأول ويهتمون اهتماماً بليغاً على السماع والقراءة لمولد النبي صلى الله عليه وآله وسلم، وينالون بذلك أجراً جزيلًا وفوزًا عظيمًا.

ترجمہ: ”مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، مصر، شام، یمن الغرض شرق تا غرب تمام بلادِ عرب کے باشندے ہمیشہ سے میلاد النبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں۔ وہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے تو ان کی خوشی کی انتہاء رہتی۔ چنانچہ ذکرِ میلاد پڑھنے اور سننے کا خصوصی اہتمام کرتے اور اس کے باعث بے پناہ اجر و کامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔“  
(ابن جوزی، بیان المیلاد النبوی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، صفحہ ۵۸)

۲۔ امام ابوالحسن محمد بن احمد المعروف بابن جبیر اندلسی المتوفی ۶۱۴ ہجری اپنے تاریخی سفرنامے میں لکھتے ہیں:-

ومن مشاہدھا الکریمة أيضا مولد النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم .....  
يفتح هذا الموضع المبارك فيدخله الناس كافة متبركين به في شهر ربيع الأول ويوم الاثنين منه، لأنه كان شهر مولد النبی صلى الله عليه وسلم، وفي اليوم المذكور ولد فيه النبی صلى الله عليه وسلم، تفتح المواضع المقدسة المذكورة كلها وهو يوم مشهود بمكة دائما  
(کتاب رحلة ابن جبیر الاندلسی، صفحہ ۸۲، طبع مکتبۃ الہدال)

مفہوم عبارت:

”مکہ مکرمہ کی زیارات میں سے ایک جگہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جائے

ولادت ہے“..... ماہِ ربیع الاول میں خصوصاً آپ کی ولادت کے دن سوموار کو اس مکان کو زیارت کیلئے کھول دیا جاتا ہے اور لوگ جوق در جوق اس کی زیارت کرتے ہیں اور تبرک حاصل کرتے ہیں، کیونکہ ربیع الاول کا مہینہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مولد کا مہینہ ہے اور یہ سوموار کا دن جو مذکور ہوا، آپ کی ولادت کا دن ہے اور جتنے مقامات مقدسہ ذکر کئے گئے ہیں یہ سارے اسی دن کھولے جاتے ہیں اور لوگ اس دن زیارت کرتے ہیں اور ہمیشہ سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے“

۳۔ الامام المحدث الفقیہ ابوالعباس العزنی (المتوفی ۶۳۳ ہجری) کہتے ہیں:

“إن يوم المولد النبوی كان يتخذ عطلة عامة بمكة

المكرمة..... وتفتح فيه الكعبة المشرفة ليؤمها الزوار

(کتاب ورقات فی حضارة المرینین لمحمد المنونی، صفحہ ۵۱۷، ۵۱۸، طبع

النجاح الجديدة، الدار البيضاء بالمغرب)

۴۔ مشہور سیاح محمد بن عبد اللہ بن محمد اللواتی الطنجی المعروف بہ ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں:

ويفتح الباب الكريم في كل يوم جمعة بعد الصلاة ويفتح في

يوم مولد النبي صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

(رحلة ابن بطوطه المسماة تحفة النظار في غرائب الامصار وعجائب الاسفار

لابن بطوطه، جلد ۱، صفحہ ۱۰۱، طبع دارالشرق العربي)

نوٹ اس سفرنامہ کا ترجمہ رئیس احمد جعفری نے بھی کیا ہے، وہ لکھتا ہے:

’باب کریم ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ اور آں حضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی

ولادت باسعادت کے دن کھولا جاتا ہے‘

(سفر ابن بطوطہ، حصہ اول، صفحہ ۱۶۲، نفیس اکیڈمی اردو بازار، کراچی)

۵۔ امام برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن عبدالرحیم بن ابراہیم بن جماعہ الشافعی (متوفی ۷۹۰ھ) ایک نام ور قاضی و مفسر تھے۔ ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) آپ کے معمولات میلاد شریف کی بابت لکھتے ہیں:

فقد اتصل بنا ان الزاهد القدوة المعمر ابا اسحاق ابراهيم بن  
عبدالرحيم بن ابراهيم جماعة لما كان بالمدينة النبوية، على  
ساكنها افضل الصلاة واكمل التحية، كان يعمل طعاماً في  
المولد النبوي، ويطعم الناس، ويقول: لو تمكنت عملت بطول  
الشهر كل يوم مولداً.

(المورد الروي في مولد النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ونسبه الطاهر، صفحہ ۷۱)  
ترجمہ: ”ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ زاهد و قدوہ معمر ابواسحاق بن ابراہیم بن عبدالرحیم  
جب مدینۃ النبی۔ اُس کے ساکن پر افضل ترین درود اور کامل ترین سلام ہو۔ میں تھے تو میلادِ  
نبوی صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے موقع پر کھانا تیار کر کے لوگوں کو کھلاتے تھے،  
اور فرماتے تھے: اگر میرے بس میں ہوتا تو پورا مہینہ ہر روز محفلِ میلاد کا اہتمام کرتا۔“  
۶۔ امام سخاوی (المتوفی ۹۰۲ ہجری) فرماتے ہیں:

وأما أهل مكة معدن الخير والبركة فيتوجهون إلى المكان  
المتواتر بين الناس أنه محل مولده، وهو في ”سوق الليل“ رجاء  
بلوغ كل منهم بذلك المقصد، ويزيد اهتمامهم به على يوم  
العيد حتى قلَّ أن يتخلف عنه أحد من صالح و طالح، و مقل  
وسعيد سيما ”الشریف صاحب الحجاز“ بدون توارٍ و حجاز  
وجود قاضیہا و عالمہا البرہانی الشافعی اطعام غالب الواردين  
و كثير من القاطنين المشاهدين فاخر الأطعمة والحلوى، ويمد

لِلْجَمْهُورِ فِي مَنْزِلِهِ صَبِيحَتَهَا سَمَاطًا جَامِعًا رَجَاءَ لِكَشْفِ  
الْبَلَوَى، وَتَبِعَهُ وَلَدُهُ الْجَمَالَى فِي ذَالِكَ لِلْقَاطِنِ وَالسَّالِكِ .  
”اور اہل مکہ خیر و برکت کی کان ہیں۔ وہ سوق اللیل میں واقع اُس مشہور مقام  
کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ  
وَسَلَّم کی جائے ولادت ہے۔ تاکہ ان میں سے ہر کوئی اپنے مقصد کو پالے۔  
یہ لوگ عید (میلاد) کے دن اس اہتمام میں مزید اضافہ کرتے ہیں یہاں تک  
کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نیک یابد، سعید یا شقی اس اہتمام سے پیچھے رہ  
جائے۔ خصوصاً امیر حجاز بلا تَرَدُّد (بہ خوشی) شرکت کرتے ہیں۔ اور مکہ کے  
قاضی اور عالم ”البرہانی الشافعی“ نے بے شمار زائرین، خدام اور حاضرین کو  
کھانا اور مٹھائیاں کھلانے کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ اور وہ (امیر حجاز) اپنے گھر  
میں عوام کے لیے وسیع و عریض دسترخوان بچھاتا ہے، یہ امید کرتے ہوئے کہ  
آزمائش اور مصیبت ٹل جائے۔ اور اس کے بیٹے ”جمالی“ نے بھی خدام اور  
مسافروں کے حق میں اپنے والد کی اتباع کی ہے۔“

(ملا علی قاری، المورد الروی فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و نسبہ الطاهر، صفحہ ۱۵)

ملا علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴ ہجری) اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت: أما الآن فما بقي من تلك الأطعمة إلا الدخان، ولا

يظهر مما ذكر إلا بريح الريحان، فالحال كما قال:

أما الخيام فإنها كخيامهم

وأرى نساء الحي غير نسائهم

”میں کہتا ہوں: اب ان کھانوں میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے دھوئیں کے۔ اور نہ ہی مذکورہ بالا اشیاء میں سے پھلوں کی خوشبو کے سوا کچھ

رہا۔ اب تو حال شاعر کے اس شعر کے مطابق ہے:  
 خیمے تو ان کے خیموں کی طرح ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس قبیلے کی عورتیں  
 ان عورتوں سے بہت مختلف ہیں۔“

(ملا علی قاری، المورد الروی فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و نسبہ الطاهر، صفحہ ۱۵)  
 ۷۔ علامہ امام شہاب الدین قسطلانی شافعی شارح بخاری علیہ الرحمہ (متوفی 923ھ)  
 فرماتے ہیں:

و قیل لاثنی عشر و علیہ عمل أهل مكة فی زیارتهم موضع  
 مولده فی هذا الوقت  
 ”اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بارہ ربیع الاول کو ولادت ہوئی اور اسی پر اہل مکہ ولادت کے  
 وقت اس جگہ کی زیارت کرتے ہیں۔“  
 (المواہب اللدنیۃ، الجزء الأول، صفحہ ۷۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔ المواہب اللدنیۃ مع زرقانی،  
 جلد اول، صفحہ نمبر ۲۴)

۸۔ محمد جار اللہ ابن ظہیرہ حنفی (المتوفی ۹۸۶ ہجری) اہل مکہ کے جشن میلاد کے بارے  
 میں لکھتے ہیں:

وجرت العادة بمكة ليلة الثاني عشر من ربيع الأول في كل  
 عام أن قاضي مكة الشافعي يتهيأ لزيارة هذا المحل الشريف  
 بعد صلاة المغرب في جمع عظيم، منهم الثلاثة القضاة وأكثر  
 الأعيان من الفقهاء والفضلاء، وذوى البيوت بفوانيس كثيرة  
 وشموع عظيمة وزحام عظيم. ويدعى فيه للسلطان ولأمير  
 مكة، وللقاضي الشافعي بعد تقديم خطبة مناسبة للمقام، ثم  
 يعود منه إلى المسجد الحرام قبيل العشاء، ويجلس خلف مقام

الخلیل علیہ السلام یازاء قبة الفراشین، ویدعو الداعی لمن  
 ذکر آنفاً بحضور القضاة وأکثر الفقهاء. ثم یصلون العشاء  
 وینصرفون، ولم أقف علی أول من سن ذلك، سألت مؤرخی  
 العصر فلم أجد عندهم علماً بذلك .

(ابن ظہیرہ، الجامع اللطیف فی فضل مکہ وأہلبا و بناء البیت الشریف، صفحہ ۲۰۱، ۲۰۲)

”ہر سال مکہ مکرمہ میں بارہ ربیع الاول کی رات اہل مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ  
 شافعی ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ مولد شریف کی زیارت  
 کے لیے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں تینوں مذاہب فقہ کے قاضی، اکثر فقہاء، فضلاء اور اہل  
 شہر ہوتے ہیں جن کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں۔ وہاں جا کر مولد  
 شریف کے موضوع پر خطبہ دینے کے بعد بادشاہ وقت، امیر مکہ اور شافعی قاضی کے لیے  
 (منتظم ہونے کی وجہ سے) دعا کی جاتی ہے۔ پھر وہ وہاں سے نماز عشاء سے تھوڑا پہلے مسجد  
 حرام میں آجاتے ہیں اور صاحبانِ فراش کے قبہ کے مقابل مقام ابراہیم کے پیچھے بیٹھتے ہیں۔  
 بعد ازاں دعا کرنے والا کثیر فقہاء اور قضاة کی موجودگی میں دعا کا کہنے والوں کے لیے  
 خصوصی دعا کرتا ہے اور پھر عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد سارے الوداع ہو جاتے ہیں۔  
 (مصنف فرماتے ہیں کہ) مجھے علم نہیں کہ یہ سلسلہ کس نے شروع کیا تھا اور بہت سے ہم عصر  
 مؤرخین سے پوچھنے کے باوجود اس کا پتہ نہیں چل سکا۔“

۹۔ علامہ قطب الدین خنی (المتوفی ۹۸۸ھ) نے کتاب ”الاعلام باعلام بیت اللہ  
 الحرام فی تاریخ مکة المشرفة“ میں اہل مکہ کی محافل میلاد کی بابت تفصیل سے لکھا  
 ہے۔ انہوں نے واضح کیا ہے کہ اہل مکہ صدیوں سے جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 مناتے رہے ہیں۔

یزار مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المکانی فی اللیلۃ  
 الثانیۃ عشر من شہر ربیع الأول فی کل عام، فیجتمع الفقهاء

والأعيان على نظام المسجد الحرام والقضاة الأربعة بمكة المشرفة بعد صلاة المغرب بالشموع الكثيرة والمفرغات والفوانيس والمشاعل وجميع المشائخ مع طوائفهم بالأعلام الكثيرة ويخرجون من المسجد إلى سوق الليل ويمشون فيه إلى محل المولد الشريف بازدهام ويخطب فيه شخص ويدعو للسلطنة الشريفة، ثم يعودون إلى المسجد الحرام ويجلسون صفوفاً في وسط المسجد من جهة الباب الشريف خلف مقام الشافعية ويقف رئيس زمزم بين يدي ناظر الحرم الشريف والقضاة ويدعو للسلطان ويلبسه الناظر خلعة ويلبس شيخ الفراشين خلعة. ثم يؤذن للعشاء ويصلي الناس على عادتهم، ثم يمشي الفقهاء مع ناظر الحرم إلى الباب الذي يخرج منه من المسجد، ثم يتفرقون. وهذه من أعظم مواكب ناظر الحرم الشريف بمكة المشرفة ويأتي الناس من البدو والحضر وأهل

جدة، وسكان الأودية في تلك الليلة ويفرحون بها

”ہر سال باقاعدگی سے بارہ ربیع الاول کی رات حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جائے ولادت کی زیارت کی جاتی ہے۔ (تمام علاقوں سے) فقہاء، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہوتے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں شمعیں، فانوس اور مشعلیں ہوتی ہیں۔ یہ (مشعل بردار) جلوس کی شکل میں مسجد سے نکل کر سوق اللیل سے گزرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے ولادت کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ پھر ایک عالم دین وہاں خطاب کرتا ہے اور اس سلطنت شریفہ کے لیے دعا کرتا ہے۔ پھر تمام لوگ دوبارہ مسجد حرام میں آنے کے بعد باب شریف کی طرف رخ کر کے مقام شافعیہ کے پیچھے مسجد کے وسط میں بیٹھ جاتے ہیں اور رئیس

زَمَ حرم شریف کے نگران کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ بعد ازاں قاضی بادشاہ وقت کو بلاتے ہیں، حرم شریف کا نگران اس کی دستار بندی کرتا ہے اور صاحبانِ فراش کے شیخ کو بھی خلعت سے نوازتا ہے۔ پھر عشاء کی اذان ہوتی اور لوگ اپنے طریقہ کے مطابق نماز ادا کرتے ہیں۔ پھر حرم پاک کے نگران کی معیت میں مسجد سے باہر جانے والے دروازے کی طرف فقہاء آتے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا کہ دور دراز دیہاتوں، شہروں حتیٰ کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے تھے۔“

(الإعلام بأعلام بيت الله الحرام في تاريخ مكة المشرفة، صفحہ ۳۵۵، ۳۵۶)

۱۰۔ وکیل احناف حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ (المتوفی ۱۰۱۳ ہجری) فرماتے ہیں:

”خبر و برکت کے مرکز مکہ مکرمہ کے باشندوں کا معاملہ یوں ہے کہ وہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جائے ولادت ”سوق اللیل“ پر اپنے مقاصد کی کامیابی کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور ”یوم عید“ کو تو اس جگہ حاضری کے لیے نہایت درجہ اہتمام کرتے ہیں۔“

مزید فرماتے ہیں کہ

”اہلِ مدینہ اللہ تعالیٰ ان میں روز افزوں اضافہ فرمائے، یہ محافل میلاد النبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے پوری توجہ کیساتھ انتظام و اہتمام کیا کرتے ہیں۔“

(المورد الروی فی المولد النبوی، مترجم، صفحہ ۳۰، ۳۱)

۱۱۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۰۵۲ ہجری) اپنی مشہور کتاب

”ما ثبت بالسنتہ فی ایام السنۃ“ میں (جس کا ترجمہ دیوبندیوں نے ”مومن کے ماہ و سال“ کے نام سے کیا ہے) فرماتے ہیں:

”بارہویں ربیع الاول، تاریخ ولادت رسالت مآب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مشہور ہے اور اہل مکہ کا یہی عمل ہے کہ وہ اس تاریخ کو مقام ولادت رسالت مآب کی اب تک زیارت کرتے ہیں۔“

(مؤمن کے ماہ و سال، صفحہ ۸۱، ۸۲)

۱۲۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۱۷۴ ہجری) فرماتے ہیں کہ  
 ”و كنت قبل ذلك بمكة المعظمة في مولد النبي صلى الله عليه وآله وسلم في يوم ولادته، والناس يصلون على النبي صلى الله عليه وآله وسلم“

(فیوض الحرمین، ص ۸۰، ۸۱، طبع کراچی)

”میں مکہ معظمہ میں نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مقام ولادت پر حاضر ہوا تھا یہ دن آپ کی ولادت مبارک کا دن تھا اور لوگ وہاں جمع تھے اور آپ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) پر دُرود و سلام پڑھ رہے تھے۔“

(فیوض الحرمین مترجم، صفحہ ۱۱۵)

۱۳۔ مفتی عنایت احمد کوری علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۲۷۹ ہجری) ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے عظیم مجاہد تھے، وہ اپنی کتاب ”تواریخ حبیب اللہ“ میں فرماتے ہیں:

”بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفل متبرک مسجد (نبوی) شریف میں ہوتی ہے اور مکہ معظمہ میں مکان ولادت آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔“

(تواریخ حبیب اللہ، صفحہ ۱۵)

اور یہ وہ کتاب ہے جس سے مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے ”نشر الطیب“ میں استفادہ حاصل کیا تھا اور اسی طرح رشید احمد ننگوہی دیوبندی نے خلیل احمد انبٹھوی دیوبندی کو یہی کتاب میلا دیا میں پڑھنے کے لیے بھیجا تھا۔

(تذکرۃ الرشید، جلد دوم، صفحہ ۳۵۶، جدید ایڈیشن۔ پرانا ایڈیشن، صفحہ ۲۸۴)

۱۴۔ علامہ عبدالحی لکھنوی (المتوفی ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

”جس زمانے میں بہ طرزِ مندوبِ محفلِ میلاد کی جائے، باعثِ ثواب ہے اور حریمِ شریفین، بصرہ، شام، یمن اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی ربیع الاول کا چاند دیکھ کر میلاد کا اہتمام کرتے ہیں، چراغاں کرتے ہیں، خوشی کا اظہار کرتے ہیں، کارِ خیر کرتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، نعت اور سماعت میلاد کا اہتمام کرتے ہیں اور روح پرور محافل کا انعقاد کرتے ہیں، یہ ان کے معمولات میں شامل ہیں۔“

(مجموعۃ الفتاویٰ، جلد ۲، صفحہ ۲۸۳، مطبوعہ ایچ ایم سعید، کراچی)

۱۵۔ علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی نے لکھا ہے:

”ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں، تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں، جب صورتِ جواز موجود ہے تو پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے ”اتباعِ حریم“ کافی ہے“

(امداد المشاق، صفحہ ۵۲)

ہم نے جو حوالہ جات دیئے ہیں ان سے واضح ہو جاتا ہے کہ میلاد النبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محافلِ سنیانہ صدیوں سے اُمتِ محمدیہ کا معمول ہے اور یہ محافلِ حریمِ شریفین میں بھی منعقد کی جاتی تھیں۔ لیکن جب سے وہاں سعودی نجدی وہابیوں کی حکومت آئی ہے وہاں اس عملِ مبارک پر پابندی لگا دی گئی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فتنہ نجدیہ وہابیہ دیوبندیہ کے شر کے اُمتِ مسلمہ کے ایمان کو سلامت رکھے۔ آمین۔

## رَدِ دیوبندیت پر شائع ہونے والی کچھ اہم کُتب

عبدالمصطفیٰ قادری رضوی

- ۱۔ نام کتاب: ”یہ آئینہ انہی کے لیے ہے“ (صفحات: ۴۸۸)  
مؤلف: سرکوبِ دیوبندیت علامہ مولانا ابوحامد رضوی مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی  
ناشر: ادارہ تحفظ عقائد اہل سنت، پاکستان  
نوٹ: اس کتاب نے ایوانِ دیوبند میں صفِ ماتم برپا کر دی ہے۔
- ۲۔ نام کتاب: ”چہل مسئلہ دیوبندیہ“ بجواب ”چہل مسئلہ حضرات بریلویہ“

صفحات: ۵۵۷

- مؤلف: سرکوبِ دیوبندیت علامہ مولانا ابوحامد رضوی مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی  
ناشر: ادارہ تحفظ عقائد اہل سنت، پاکستان  
مختصر تبصرہ: مولوی سرفراز گکھڑوی کی پسندیدہ کتاب ”چہل مسئلہ حضرات بریلویہ“ کا منہ توڑ علمی و تحقیقی جواب ہے۔

مذکورہ بالا دونوں کتابیں کراچی میں ان مکتبوں پر دستیاب ہیں:

- ۱۔ ”مکتبہ برکات المدینہ، جامع مسجد بہار شریعت، بہادر آباد، کراچی۔“
- ۲۔ مکتبہ الغنی، پرانی سبزی منڈی نزد فیضانِ مدینہ، کراچی۔
- ۳۔ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، بالمقابل مین گیٹ عسکری پارک، نزد بابا جلال بلڈنگ، کراچی۔ دونوں کتابیں بذریعہ ڈاک کتاب حاصل کرنے کے لیے رابطہ

نمبر 03158144034

ہندوستانی احباب ان دونوں کتب کے حصول کے لیے 9272606631 پر رابطہ کریں۔

۳۔ نام کتاب: ”ترجمہ کنز الایمان پر دیوبندی اعتراضات کا علمی جائزہ“

مؤلف: میثم عباس قادری رضوی

(صفحات: 80)

ناشر:

پاکستان: جمعیت اشاعت اہل سنت، نور مسجد، کاغذی بازار، کراچی۔

ہندوستان: رضا اکیڈمی، ڈونٹاڈاسٹریٹ، بمبئی۔

۴۔ نام کتاب: ”کیا مکالمۃ الصدرین جعلی کتاب ہے؟“۔ (صفحات: 64)

مؤلف: میثم عباس قادری رضوی

ناشر:

جمعیت اشاعت اہل سنت، نور مسجد، کاغذی بازار، کراچی

مختصر تبصرہ: ساجد خان دیوبندی نے ایک دوست کو کہا تھا کہ اس کا جواب ”دفاع اہل

السنة والجماعة“ جلد دوم میں اس کا جواب آئے گا، لیکن جلد دوم میں وہ اس کتاب میں

مذکور دلائل کا جواب دینے سے عاجز رہا۔ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ -

۵۔ نام کتاب: ”بہشتی زیور کیسی کتاب ہے؟“۔ (صفحات: 40)

مؤلف: میثم عباس قادری رضوی

ناشر:

مرکزی مجلسِ رضا، لاہور

ضروری نوٹ: ”کلمہ حق“ میں جن کتب پر تبصرہ کیا جاتا ہے، ان کے

ہر ہر لفظ سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

# امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ کی وصیت

”پیارے بھائیو!۔۔۔ اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں، ایک تو اللہ و رسول، جَلَّ جَلَالُہُ وَصَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اور دوسری خود میری، تم مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بھولی بھیڑیں ہو، بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکادیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، اُن سے بچو اور دُور بھاگو، دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے، جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا، یہ سب بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں، اُن کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم، رَبُّ الْعِزَّة جَلَّ جَلَالُہُ کے نور ہیں، حضور سے صحابہ روشن ہوئے، اُن سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، اُن سے آئمہ مجتہدین روشن ہوئے، اُن سے ہم روشن ہوئے، اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لو، ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو، وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت، اُن کی تعظیم اور اُن کے دوستوں کی خدمت اور اُن کی تکریم اور اُن کے دشمنوں سے سچی عداوت، جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ، پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو، فوراً اُس سے جُدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو، پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اُسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔“

(وصایا شریف، ص ۴، مطبوعہ الیکٹرک ابو العلائی پریس، آگرہ)

## اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نبیوالہ اشاہ محمد رضا خان بریلویؒ اللہ برہنہ فرماتے ہیں

ایمان کے حقیقی دو اقامی ہونے کو دو باتیں ضروری ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تہذیب، قواس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کہہ کر ان لوگوں سے کہیں کہ میں تعظیم، کتنی ہی حقیقت، کتنی ہی دوستی کہیں ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اُستاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مستی، تمہارے داحظ وغیرہ وغیرہ کے باشند، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں، اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام و نشان نہ ہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دھوکے مکتبی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی مورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر تم اپنے رشتے علاقہ دوستی، الفت کا پاس کرو، اس کی مولیت، شجرت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر میں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے سبب حملے پر کیا جائیں، کیا بہتر ہے یہودی جیسے نہیں پہنچتے؟ حملے نہیں باندھتے؟ اس کے نام و ظاہر ہی افضل کوئے کر کیا کریں؟ کیا بہتر پادری، مجسرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تھے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضورؐ سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نہ کی یا اسے ہر بڑے سے بدتر بڑا نہ جانا یا اسے بڑا کہنے پر بڑا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو لہذا اب تم ہی انصاف کرو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن و حدیث نے جس پر حضورؐ ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دُور نکل گئے۔ مثلاً انہوں نے کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگوئی و نفرت کر کے گا اگرچہ اس کا یہ یا استماد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں؟ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو، واللہ اپنے حال پر رحم کرے۔

(تہذیب ایمان صفحہ ۶۰ مطبوعہ لاہور)